

کس خطا کی سزا پائی

رمشا مہناز



کس خطائی سزا پائی

رمشاء مہناز

قسط 1

بادل بہت تیز گرج رہے تھے بادلوں کی گھن گرج کے ساتھ بجلی بھی چمک رہی تھی آسمان پہ ایک عجب سا شور برپا تھا۔

ایسے میں اس کا نازک سا وجود بادلوں کی گڑ گڑاہٹ کے ساتھ لرز سا جاتا۔ اس کی کالی سیاہ ہر نی جیسی آنکھوں میں بے تحاشہ خوف پنہاں تھا جو اس کے پورے وجود کو اپنی گرفت میں لئے ہوئے تھا۔ اس کے سیاہ خم دار بال اس کی پشت پہ بکھرے تھے جو اس کے سو گوار حسن کو ایک الو ہی خوبصورتی عطا کر رہے تھے۔ گلابی رنگت خوف سے سفید پڑ چکی تھی وہ ہال کے کونے میں پڑے صوفے پہ سکرٹی سمٹی سی بیٹھی تھی۔

باہر بارش شروع ہو چکی تھی اور اندر اس کی آنکھوں سے ساون برس رہا تھا۔ وہ گھر میں اکیلی تھی اور پورے گھر میں گھپ اندھیرا چھایا تھا۔ اس کا دل کسی پتے کی مانند لرز رہا تھا۔ وہ اس وقت بیٹھی

اپنے رب سے صرف اپنی موت کی دعائیں مانگ رہی تھی کیونکہ وہ تھک چکی تھی اس زندگی سے اسے جینے سے آسان موت لگنے لگی تھی۔

کب تک وہ سب کو اپنی بے گناہی کا یقین دلائے کوئی اس کی بات پہ یقین کرنے کو تیار ہی نہیں تھا اسے اس کے ناکردہ گناہوں کی سزا مل رہی تھی۔ ایسا گناہ جو اس نے کبھی کیا ہی نہیں تھا مگر پل پل اس کی سزا کاٹ رہی تھی۔ لبوں پہ قفل تھا مگر آنکھیں چلیں چلیں کے اپنی روادار سنار ہی تھیں

اس نے کی ہول میں چابی ڈال کے گھمائی تو دروازہ بنا کسی آواز کے کھلتا چلا گیا۔ اندر موت کا سا اندھیرا اچھایا تھا۔ ہاتھ کو ہاتھ سمجھائی نہ دے رہا تھا۔ وہ جانتا تھا وہ اکیلے میں ڈر رہی ہوگی اس لئے جان بوجھ کے گھر دیر سے آیا تھا۔ وہ اسے اذیت دینے کی ہر ممکن کوشش کرتا تھا۔ وہ ہر وہ کام کرتا جس سے اسے تکلیف پہنچے مگر اس نازک سی گڑیانے بھی برداشت کرنے کی حد کر دی تھی وہ اس کے تمام مظالم چپ چاپ سہہ جا رہی تھی وہ چاہے اس سے جتنی بھی نفرت کرتا تھا مگر وہ تو اس سے پیار کرتی تھی نہ۔

وہ اس کے سر پہ کھڑا اسے خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا۔ اس نے خود پہ نگاہوں کی تپش محسوس کر کے اپنے گھٹنوں سے ایک جھٹکے سے سر اٹھا کر اس دشمن جاں کی طرف دیکھا اور جلدی سے اٹھ کے اس کے قریب گئی اور اس کے چوڑے سینے پہ سر ٹکا کے پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔

"کہاں تھے آپ مجھے بہت ڈر لگ رہا تھا" وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچے زار و قطار رو رہی تھی اور وہ چہرے پہ سرد مہری لئے کھڑا تھا اس نے اس کا بازو پکڑ کر خود سے دور کرنے کی کوشش کی مگر وہ دور نہیں ہوئی اور ویسے ہی روتی رہی۔ اس کے عنابی ہونٹ سختی سے بھینچ گئے آنکھیں ضبط سے لال ہو گئیں۔ اس نے ایک جھٹکے سے اس کا بازو پکڑ کر خود سے دور کیا اور ایک زناٹے دار تھپڑ اس کے گال پہ جڑ دیا وہ لڑکھڑا کر پیچھے گری اور اس کا سر قریب رکھی کانچ کی میز سے ٹکرا گیا۔ اس کے ماتھے سے بھل بھل خون بہنا شروع ہو گیا اور ہونٹ کا کنارہ پھٹ گیا وہ اپنے گال پہ ہاتھ رکھے سکتے کے عالم میں اسی پوزیشن میں بیٹھی اسے دیکھے گئی آنسو آنکھوں سے باہر نکلنے کا راستہ بھول گئے۔

اس نے آگے بڑھ کر اس کے بالوں کو بے دردی سے اپنی مٹھیوں میں دبوچ کر اپنے سامنے کھڑا کیا وہ بھی بے جان لاش کی طرح ایک ہی جھٹکے میں کھڑی ہو گئی۔

وہ آئینے کے سامنے کھڑی اپنے سب سے سنورے روپ کو دیکھ رہی تھی۔ ڈل گولڈن رنگ کا لہنگا پہنے وہ کوئی اپسر الگ رہی تھی جس پہ ایک بار نظر پڑ جائے تو نظر پلٹنا بھول جائے۔ وہ آئینے کے سامنے محویت سے کھڑی خود کو دیکھ رہی تھی۔ خود کو من چاہے شخص کے حوالے سے دیکھنا اسے ایک الگ ہی احساس بخش رہا تھا۔ آج اس نے اس شخص کے تمام حقوق اپنے نام لکھوائے تھے جسے اس نے دل کی گہرائیوں سے چاہا تھا۔

نکاح نامے پہ سائن کرتے ہوئے اس نے ایک بار نظر اٹھا کر اپنے ماں باپ کی طرف دیکھا تھا جو چہرے پہ ناراضگی لئے کھڑے تھے۔ اس نے اپنے ماں باپ کو ناراض کر کے اپنے لئے خوشیاں خریدی تھیں۔ نکاح نامے پہ سائن کرتے ہوئے اس کے ہاتھ کپکپاتے تھے مگر اس نے یہ سوچ کر خود کو تسلی دی کہ اس کے ماں باپ اس سے پیار کرتے ہیں ایک نہ ایک دن مان ہی جائیں گے۔

کوئی اس کے روم کی کھڑکی پہ آہستہ آہستہ دستک دے رہا تھا وہ جو کھڑی اپنے دوپٹے کی پنوں سے الجھ رہی تھی پلٹ کے اچھنبے سے کھڑکی کی طرف دیکھا اس نے جا کے کھڑکی کھولی تو اس کے منہ سے بے اختیار چیخ نکلی لیکن اس سے پہلے ہی کسی نے آگے بڑھ کر اس کی چیخ کا گلا گھونٹ دیا۔

"پاگل ہو کیا تم؟ میں ہوں۔۔۔ کیوں چلا رہی ہو؟" وہ اس کے منہ پہ ہاتھ رکھے اسے دیوار سے لگائے کھڑا تھا۔

"تم نے ڈر دیا مجھے ارحان" فجر نے غصے سے اپنے منہ سے اس کا ہاتھ ہٹایا جبکہ وہ دنیا جہاں کی محبت اپنی آنکھوں میں سمائے پر شوق نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"دور ہٹو" فجر نے اس کی نظروں سے خائف ہو کر اس کے سینے پہ ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے دھکیلا مگر وہ اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوا۔

"ڈر لگ رہا ہے مجھ سے؟" ارحان نے اس کے گلابی ہوتے عارض اپنے ہاتھ کی پشت سے چھوتے ہوئے ہو چھا۔

"میں کیوں ڈروں گی تم سے؟ ڈرنا تو تمہیں چاہیے اگر بابا آگئے نہ تو تمہاری خیر نہیں" فجر نے اسے ڈرانا چاہا جس پہ وہ بے اختیار ہنستا چلا گیا۔

"میں تمہیں ڈرار ہی ہوں اور تم ہنس رہے ہو" فخر نے اس کے ہنسنے سے خائف ہو کر شرمندگی سے کہا۔

"میں اپنی بیوی کے کمرے میں ہوں اس میں ڈرنے والی کونسی بات ہے" ارحان اس کے پاس سے ہٹ کر اٹے قدموں چلتا ہوا جا کے بیڈ پہ گر گیا۔

"ابھی نکاح کو چند گھنٹے ہی گزرے ہیں اور تم تو رعب جمانے لگے" فخر نے کمر پہ ہاتھ رکھ کے لڑا کا عورتوں کی طرح کہا۔

"رعب نہیں میری جان حق جتا رہا ہوں" ارحان نے اسے اپنی نظروں کے حصار میں لیتے ہوئے کہا۔

"ارحان تم جاؤ یہاں سے کوئی آجائے گا" فخر نے اس کی بات کو نظر انداز کر کے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھانا چاہا۔

"پہلے تم مجھے آپ بولو" ارحان نے اس کا نازک سا ہاتھ اپنے ہاتھوں کی مضبوط گرفت میں لیتے ہوئے ایک معصوم سی خواہش کا اظہار کیا۔

"میں تمہیں آپ کیوں بولوں" فخر نے اسے گھور کے دیکھا جیسے اسے اس کی دماغی حالت پہ شبہ ہو رہا ہو۔

"کیونکہ شوہر ہوں یا ر تمہارا" ار حان نے اس کا ہاتھ کھینچ کر اپنے برابر میں بٹھاتے ہوئے کہا۔

"کتننا عجیب لگے گا تمہیں آپ بولنا" فجر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مت بولو میں بھی یہیں لیٹا ہوں" ار حان آنکھیں موندتے ہوئے بولا۔

"اف ار حان کتنے ضدی ہو تم کبھی کبھی بالکل بچوں جیسی حرکتیں کرتے ہو" فجر نے غصے سے کہا مگر اس پہ کوئی اثر نہیں ہوا اور وہ ویسے ہی آنکھیں موندے لیٹا رہا، فجر نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کر اسے دیکھا۔

"ار حان آپ جانیں یہاں سے پلیز" فجر نے ایک ایک لفظ جبا کر کہا ار حان نے جھٹ سے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

"ایک بار پھر سے کہو" انداز دیوانگی لئے ہوئے تھا۔

"نہیں بس ایک بار بول دیا نہ" ساتھ ہی فجر نے ہاتھ پکڑ کر اٹھایا اور کھڑکی کی طرف دھکیلا۔

"میں دروازے سے جاؤں گا" ار حان نے اس کے خطرناک ارادوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"آئے کہاں سے تھے" فجر نے کڑے تیور لئے اس سے پوچھا۔

"کھڑکی سے" ار حان نے معصومیت سے کھلی کھڑکی کی طرف اشارہ کر دیا۔

"تو اب بھی وہیں سے جاؤ گے" فجر نے اس کا بازو پکڑ کر اس کا رخ کھڑکی کی طرف کیا۔

"کتنی ظالم ہو یا ر اپنے نئے نویلے شوہر کو ایسے بندروں کی طرح کھڑکی سے باہر بھیجی گئی" ارحان نے نیچے جھانکتے ہوئے کہا اس کی بات پہ فجر کھلکھلا کے ہنس پڑی ارحان نے گردن ترچھی کر کے اس کی طرف دیکھا اس کے لئے سب سے قیمتی فجر کی مسکراہٹ ہی تو تھی وہ ہنستی تو اس کی آنکھیں بھی ہنستی تھیں۔

"تو کس نے کہا تھا میرے نئے نویلے شوہر کو ایسے بندروں کی طرح پائپ پے چڑھ کے آئے" فجر نے بمشکل اپنی ہنسی روکتے ہوئے اسی کے انداز میں کہا۔

"میں تو انسانوں کی طرح دروازے سے ہی آ رہا تھا لیکن تمہارے ابا حضور راستے میں ہی مل گئے اور آنکھوں نے شعلے بھر کے مجھے دیکھنے لگے بس پھر میں بھی الٹے قدموں واپس پلٹا اور یہاں سے آ گیا" ارحان نے ساری کہانی سنا کر اپنا فرضی کالا اونچا کیا۔

"میرے ابا حضور تمہارے بھی کچھ لگتے ہیں" فجر نے ایک زوردار مکا اس کے کندھے پہ جڑا جس پہ وہ کراہ کے رہ گیا۔

"اب جاؤ" ارحان پائپ کے ذریعے نیچے اترنے لگا فجر نے جھانک کے اسے دیکھا۔

"اور ہاں سیدھے اپنے روم میں جانا۔ اپنے آوارہ دوستوں میں مت نکل جانا پھر تو واقعی میرے ابا حضور سے تمہیں کوئی نہیں بچا سکتا" فجر نے اسے وارن کیا جس پہ ارحان کا قہقہہ بے سہتا تھا۔

عابدہ بیگم اپنے تینوں بیٹوں کے ساتھ شہر کے ایک پوش علاقے میں رہائش پذیر تھیں۔ وقت رہتے انھوں نے تینوں بیٹوں کی شادیاں کر کے الگ الگ پور شہر میں بسادیا تھا۔

عابدہ بیگم کا گھر میں رعب تھا ان کے فیصلے پتھر پہ لکیر مانے جاتے تھے۔ ان کی تینوں بیٹوں میں سے کسی کی مجال نہیں تھی ان کا حکم ماننے سے انکار کرے۔ ان کی شخصیت کا ایک الگ ہی رعب و دبدبہ تھا مگر اس کے ساتھ ہی وہ نہایت نرم مزاج اور شائستہ طبیعت کی خاتون تھیں جو نہ صرف اپنے بیٹوں سے بلکہ اپنے پوتے پوتیوں سے بھی بے حد پیار کرتی تھیں۔

سب سے بڑے بیٹے ظہیر کی شادی انہوں نے اپنی بھانجی سائرہ سے کی جو نرم مزاج اور رشتوں سے پیار کرنے والی عورت تھیں پورے گھر کو رشتے کی ایک ڈور میں باندھے رکھنے میں ان کا کردار بے حد اہم ہے ان کے تین بچے ماہیر، ماحد اور مومنہ ہیں جن کی تربیت انہوں نے اپنی طرف سے

بہترین خطوط پہ کی تھی مگر جب بچے بڑے ہو جاتے ہیں تو اپنی ناجائز خواہشات کے حصول کے لئے اپنے والدین کی تربیت پہ دوسروں کو انگلی اٹھانے کا موقع دے دیتے ہیں۔

منجھلے بیٹے جو اد کی شادی انہوں نے سارہ کی چھوٹی بہن مہربانو سے کی تھی مہربانو بھی اپنی بڑی بہن کی طرح رشتوں کی نزاکت کو سمجھنے والی عورت تھیں ان کے دو بچے امر اور فجر ہیں۔

سب سے چھوٹے بیٹے عباس نے شادی اپنی پسند سے کی تھی شمائہ ایک ضدی اور خود سر عورت تھیں جن کو اپنے مخلص اور پیار کرنے والے سسرال والے ایک آنکھ نہ بھائے ان کے دو بچے ارحان اور میرب ہیں۔

.....To be continue

urdu
novels mania
www.urdu novelsmania.com

سورڈرز کیسی لگی فرسٹ اپنی؟
اپنی قیمتی رائے کا ضرور اظہار کریں۔
اگلی قسط 8 بجے 🌹

کس خطائی سزا پائی

ر مشاء مہناز

قسط نمبر 2

(Don't copy without any permission)

قیصر ولایت میں ایک نیا دن شروع ہو چکا تھا۔ سورج نے مشرق سے اپنی چھب دکھائی تو چرند پرند خداوند تعالیٰ کے ذکر کے بعد حصول رزق کے لئے کائنات میں رنگ بن کے بکھر گئے۔

کل رات کے نکاح کے ہنگامے کے بعد ارحان بہت دنوں بعد ایسے سکون کی نیند سو پایا تھا جو جانے اسے کتنے عرصے سے نصیب نہیں ہوئی تھی۔ جہاں وہ سکون کی نیند سویا تھا وہیں کچھ لوگوں کی نیندیں اڑ چکی تھیں۔

www.urdu novels mania
www.urdu novels mania.com

"کب تک ایسے نگوں کی طرح گھر میں پڑے رہو گے؟ نکاح ہو گیا ہے تمہارا۔ کوئی احساس ذمہ داری ہے یا نہیں۔۔۔۔۔۔؟" ارحان نے جب دن چڑھے بارہ بجے سو کے اٹھ کے اپنی ماں سے ناشتہ مانگا تو عباس صاحب کا ضبط جواب دے گیا۔ ارحان نے اپنی مندی مندی آنکھیں کھول کر انہیں دیکھا اور پھر ٹیبل پہ سر رکھتے ہوئے آنکھیں بند کر کے کہا۔

"ابو جاب مل گئی ہے چند دنوں میں جو اُن کر لوں گا"۔ شمائندہ بیگم نے اس کے سامنے ناشتہ لاکے رکھا تو ناشتے کی اشتہا انگیز خوشبو سے اس کی آنکھیں پوری طرح کھل گئیں۔

"اچھا خاصا فیملی بزنس ہے اس میں ہاتھ بٹانے کے بجائے صاحبزادے کو نوکری کا شوق چرایا ہے" عباس صاحب اسے بے نقط سنار ہے تھے جبکہ وہ سر جھکائے ڈھیلٹوں کی طرح مسکراتے ہوئے ناشتہ کرنے میں مگن تھا۔

"ابو میں اپنا نام بنانا چاہتا ہوں۔ کسی مقام پہ پہنچنا چاہتا ہوں جو یہاں رہتے ہوئے ہر گز ممکن نہیں ہے میں خود اپنے پیروں پہ کھڑا ہونا چاہتا ہوں" اس نے ناشتے سے بھرپور انصاف کرتے ہوئے کہا۔ "جواد بھائی نے کہا ہے جب تک تمہارے سر سے نوکری کا بھوت نہیں اترے گا اور تم فیملی بزنس جو اُن نہیں کر لو گے وہ فخر کی رخصتی نہیں کریں گے" انہوں نے اپنے بڑے بھائی جواد صاحب کی کہی ہوئی بات سے آگاہ کیا۔

"خیر اب ایسا تو کبھی نہیں ہو گا۔ بڑے پاپا کو ایک نوکری پیشہ بندے سے ہی اپنی بیٹی کی رخصتی کرنی پڑے گی" وہ فخر کے نام پہ پل میں ہی سنجیدہ ہوا تھا اور گرم گرم چائے کا گھونٹ حلق سے اتارتے ہوئے کہا۔

"جواد بھائی کو نکاح سے پہلے سوچ لینا چاہیے تھا اب ایسی شرطیں رکھنے کی کیا تک ہے" شمائہ بیگم جو کافی دیر سے خاموش بیٹھی تھیں ان کی بات سن کر تیز لہجے میں بولیں۔

"جواد بھائی تو پہلے ہی راضی نہیں تھے اس رشتے پہ تمہارے لاڈلے نے ہی پورے گھر میں ہنگامہ مچا کر رکھا ہوا تھا" عباس صاحب نے تپے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں تو ہم کو نسا ان کے پیروں میں گر گئے تھے وہ تو اماں جان کی وجہ سے مجھے چپ ہونا پڑا اور نہ اس لڑکی کو میں اپنے گھر میں کبھی برداشت نہ کروں۔ لاکھوں میں ایک ہے میرا بیٹا میں تو شروع سے ہی مخالف ہوں اس رشتے کی مگر آپ باپ بیٹا میری کوئی بات سنے تب نہ" وہ بھی بھری بیٹھی تھیں وہ اپنی بھانجی کو اپنی بہو بنانا چاہتی تھیں مگر ارحان کی ضد کے سامنے انہیں گھٹنے ٹیکنے پڑے۔

"کیا مصیبت ہے ناشتہ کرنا عذاب بنا دیا ہے آپ لوگوں نے۔ کل ہی نکاح ہوا ہے اور آج آپ لوگ شروع ہو گئے۔ نکاح میں نے جان کے کروایا ہے منگنی ہوتی تو اسے آپ لوگ توڑ چکے ہوتے" ارحان ناشتہ ادھورا چھوڑ کر غصے سے کرسی دھکیل کر کھڑا ہو گیا۔

"اور ہاں بڑے پاپا کو بھی بتادیں گے گانگما نہیں پڑا ہوں میں نوکری مل چکی ہے مجھے اور وہ بھی بہت اچھی پوسٹ پہ" وہ کرسی کو اپنے پاؤں سے ٹھوکر مارتا ہوا باہر چلا گیا۔

باوجود اس کے ہونٹوں پہ بے ساختہ مسکراہٹ ابھری وہ کار کے بونٹ پہ چڑھ کے بیٹھ گیا فجر اس کے سامنے آنکھوں میں سوال لئے کھڑی تھی۔

"تم میرا پیچھا نہیں چھوڑو گی جب تک تمہیں پتہ نہیں چلے گا" ارحان نے ایک گہرا سانس لے کر مسکرا کے اسے دیکھا۔

"بلکل" فجر نے مسکراتے ہوئے اپنی گردن کو ہلکا سا خم دیا جس پہ اس کے سیاہ بالوں کی اوپنچی پونی لہرانے لگی۔

"ابو کی وہی بات ہمیشہ کی طرح نوکری چھوڑ دو اور فیملی بزنس جو اُن کر لو تھک گیا ہوں یا ران کی باتیں سن سن کے" ارحان نے ہمیشہ کی طرح فجر کے سامنے اپنے دل کی بھڑاس نکالی۔

"اور اب بتا رہے تھے کہ بڑے پاپا نے کہا ہے جب تک میرے سر سے یہ نوکری کا بھوت نہیں اترے گا وہ تمہاری رخصتی نہیں کریں گے" ارحان نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا سیاہ آنکھوں میں خوف کی پرچھائی لہرائی تھی مگر اگلے ہی پل فجر نے خود کو سنبھال لیا۔

"تم جانتے ہو نہ ہمارا نکاح دادو کی وجہ سے ہوا ہے اس نکاح پہ بابا راضی نہیں ہیں مگر وہ مان جائیں گے تم اس بات کو اتنا سر پہ سوار کیوں کر رہے ہو" فجر نے رسان سے اسے سمجھایا اس کی بات پہ ارحان نے غصے سے سر جھٹکا۔

"تم جانتے ہو بابا تو مجھ سے بات بھی نہیں کر رہے وہ بہت ناراض ہیں مجھ سے" فجر نے گلو گیر آواز میں کہا۔

"تم ابھی مجھے سمجھا رہی تھیں اور اب خود رولے بیٹھ گئیں" ارحان اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کے فوراً نیچے اتر آیا اس نے آنکھیں جھپک کہ آنسو اپنے اندر اتارنے کی کوشش کی۔

"تم روتے ہوئے بالکل بھی اچھی نہیں لگتیں موڈ ٹھیک کرو اپنا جلدی سے" فجر اس کی طرف دیکھ کے ہلکا سا مسکرائی۔



"میں آجاؤں بابا؟" فجر نے ان کے روم کے دروازے پہ ناک کرتے ہوئے جھانک کے پوچھا جو اد صاحب اس وقت اپنے روم میں بیٹھے آفس کا کام کر رہے تھے جبکہ مہربانو کچن میں رات کے کھانے کی تیاری مہم مصروف تھیں۔

"آجاؤ بیٹا" جو اد صاحب نے فائل سے نظریں اٹھائے بغیر جواب دیا فجر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ان کے سامنے جا کھڑی ہوئی اور ہاتھ میں پکڑا چائے کا کپ ان کے سامنے ٹیبل پہ رکھ دیا جو اد صاحب نے نظریں اٹھا کر پہلے اسے دیکھا پھر چائے کے کپ کو دیکھا آج وہ کتنے دنوں بعد ان کے روم میں

"لیکن بابا ارحان نے تو مجھ پہ کبھی غصہ نہیں کیا" وہ سر اٹھا کے معصومیت سے ان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی اس کی بات پہ وہ صرف سر ہلا کے رہ گئے۔

.....To be continue

Next on Friday

اپنی قیمتی رائے کا اظہار ضرور کیجئے گا۔

کیا آگے چل پائے گا فجر اور ارحان کا رشتہ؟



کس خطائی سزا پائی

رمشا مہناز

قسط نمبر 3

(Don't copy without any permission)

"ماہیر کیا آپ مجھے میری فرینڈ کے گھر ڈراپ کر دیں گے؟" ماہیر کسی کام سے باہر جا رہا تھا جب اسے میرب نے آواز دے کر روکا۔ ماہیر نے پیچھے پلٹ کر اس چھوٹی سی لڑکی کی طرف دیکھا جو ہر وقت سائے کی طرح اس کے سر پہ سوار رہنے کی کوشش کرتی تھی۔

"میرے پاس ٹائم نہیں ہے" خشک لہجے میں بولتا وہ وہاں سے جانے لگا۔
 "اگر فجر آپ کو بولتی تو آپ کبھی منع نہیں کرتے" بولتے بولتے میرب کا گلارندھ گیا لیکن بات تو سچ تھی۔ ماہیر نے غصیلی نظروں سے اس کی طرف دیکھا مگر اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر غصہ پی کر رہ گیا۔

"چلو میں ڈراپ کر دوں" اس نے کچھ کہے بغیر آگے بڑھ کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی میرب بھی سر جھکائے چپ چاپ گاڑی میں بیٹھ گئی۔
 کچھ دیر دونوں کے بیچ خاموشی چھائی رہی۔

"آپ فجر کو پسند کرتے ہیں؟ اس سے شادی کرنا چاہتے تھے؟" میرب نے بالآخر وہ سوال کر ہی لیا جس سوال نے پچھلے کچھ دنوں سے اس کی نیندیں اڑائی ہوئی تھیں۔
 گاڑی کے ٹائر چرچرائے اور گاڑی ایک جھٹکے کے ساتھ رکی ماہیر نے زخمی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"تمہیں کس نے کہا ہے میرے ذاتی معاملات میں دخل اندازی کرو" ماہیر کی غمض و غضب میں ڈوبی آواز ابھری۔ میرب نے سختی سے آنکھیں میچ لیں۔

"بولو۔۔۔۔۔" ماہیر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر غصے سے جھٹکادیا۔

"وہ۔۔۔۔۔ وہ میں نے آپ کی اور تائی امی کی باتیں سنی تھیں آپ ان پہ غصہ ہو رہے تھے وہ فخر کے لئے آپ کا رشتہ کیوں نہیں لے کہ گئیں" اس کا دل کسی ننھے پرندے کی طرح پھڑپھڑا رہا تھا زبان بار بار لڑکھڑاہی تھی۔ ماہیر ٹھنڈے مزاج کا انسان تھا مگر فخر کے نام پہ اس کا غصہ دیکھ کر میرب دنگ رہ گئی۔

"اگر آئندہ تم نے فخر کا نام لے کر مجھ سے کوئی بکو اس کی تو ٹھیک نہیں ہو گا۔ فخر میرے لئے بہت معتبر ہے میں نہیں چاہتا میری وجہ سے اس کی ذات پہ کوئی بھی انگلی اٹھائے اور جہاں تک امی کی بات ہے وہ فخر کے لئے میرا رشتہ اس لئے نہیں کے کے گئیں تھیں کیونکہ وہ جانتی تھیں فخر اور ارحان ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں اور اب اس قسم کی کوئی بھی بات کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا" ماہیر نے ایک جھٹکے سے میرب کا بازو چھوڑا وہ آنکھوں میں حیرت و بے یقینی لے کہ اس کی طرف دیکھ رہی تھی پلکوں سے موتی ٹوٹ کر گر رہے تھے اتنا کھلا اظہارِ محبت اس کا تو دل بہہ کر چرچ کر چکی ہو گیا تھا۔

کاش یہ بھرم قائم ہی رہتا۔۔۔۔۔ کیا تھا اگر بھرم ہی قائم رہ جاتا۔۔۔۔۔ کیا جاتا ماہیر کا اگر وہ جھوٹ ہی بول دیتا۔۔۔۔۔

۔ اگر وہ انکار کر دیتا۔ اس کی ذات یوں بے مول تو نہ ہوتی۔ یوں اس کے دل کا بھید اس پہ نہ کھلتا۔ میرب نے نظریں اٹھا کے اس کی طرف دیکھا وہ لب سختی سے بھینچے گاڑی واپس جانے کے راستے پہ ڈال رہا تھا۔

وہ گاڑی پورچ میں روک کر تیزی سے اتر کر اپنے روم میں چلا گیا۔
ابھی ٹوٹے دل کی کرچیاں بھی تو سمیٹنی تھیں۔

میرب اپنے روم میں بیڈ پہ بیٹھی زار و قطار رو رہی تھی رو رو کر اس نے اپنی آنکھیں سجالی تھیں۔ وہ ماہیر سے محبت کرتی تھی لیکن ماہیر نے اس پہ ہمیشہ فخر کو فوقیت دی تھی۔ آج بھی ماہیر کا فخر کے لئے حد درجہ جنونی انداز دیکھ کر اس کا دل کٹ کے رہ گیا۔ اس کا سانس بہت تیز چل رہا تھا جیسے نہ جانے کتنی صدیوں کا سفر طے کر کے آرہی ہو۔ آنسو تھے کہ تھم ہی نہیں رہے تھے۔

ایسا نہیں تھا کہ وہ فجر سے نفرت کرتی تھی فجر اس کی دوست تھی اور فجر نے اسے ایک بہن کی کمی سمجھی محسوس نہیں ہونے دی تھی اور بھابھی کے روپ میں تو اور بھی زیادہ عزیز ہو گئی تھی۔

مگر آج ایک انجانا سار قابت کا جذبہ اس کے دل میں ابھرا تھا۔ ایسا جذبہ جو سب کچھ تھس نہس کر دے۔ رشتوں سے مان اٹھا دے۔ اپنے پرانے کی پہچان بھلا دے۔ محبت بھرے رشتوں کو ایک دوسرے سے نفرت کرنے پہ مجبور کر دے۔

طوفان بہت خاموشی سے سمت کا تعین کر رہا تھا۔

"میرب۔۔۔۔۔ میرب۔۔۔۔۔" فجر میرب کو آوازیں دیتی ہوئی اوپر کے پورشن می آئی تو اس کا سامنا شمائیلہ بیگم سے ہوا فجر نے انہیں دیکھ کر جھٹ سے سلام کر دیا۔

"السلام وعلیکم چچی جان" وہ ہمیشہ کی طرح ہنستی مسکراتی ان کے سامنے کھڑی تھی انہوں نے ایک اچلتی سی نظر فجر پر ڈالی۔

"وعلیکم السلام" ٹھنڈے لہجے میں اس کے سلام کا جواب دیا۔

"ارحان اپنے روم میں نہیں ہے" وہ اس سے پہلے کچھ بولتی انہوں نے کسی قدر تلخ لہجے میں کہا۔

"وہ چچی جان میں میرب کو بلانے آئی تھی" فخر نے ان کے تلخ لہجے کا اثر لئے بغیر آرام سے کہا انہوں نے ایک تنفر بھری نگاہ اس ڈالی اور بناء کوئی جواب دیئے اندر چلی گئیں۔

"میرب تم یہاں بیٹھی ہو نیچے سب جمع ہیں بس تمہارا ہی انتظار ہو رہا ہے" فخر نے کھڑکیوں پہ پڑے گہرے رنگ کے بلائینڈ زہٹاتے ہوئے کہا شام ہونے کو آئی تھی اور میرب صبح سے اب تک اپنے روم میں ہی بند تھی۔

"میرا موڈ نہیں ہے" میرب نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھتے ہوئے کلسمندی سے کہا۔

"دادو کے ہاتھوں ارحان کی شامت آئی ہوئی ہے پلیز چلو نہ" فخر نے اسے ذبردستی بیڈ سے اٹھایا میرب نہ چاہتے ہوئے بھی اٹھ کے نیچے آگئی۔

صبح والے واقعے کے بعد وہ ماہیر کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی مگر فخر کے سامنے اس کی ایک نہ چلی۔ وہ دونوں نیچے لان میں آئیں تو حسب معمول دادو ارحان کو بے نقط سنانے میں مصروف تھیں اور ارحان ڈھیٹوں کی طرح مسکراتے ہوئے ان کی ڈانٹ پھٹکار سے لطف و اندوز ہو رہا تھا۔ شام کے وقت ساری ینگ پارٹی دادو کے گرد لان میں جمع تھی۔

میرب اور فجر آکر لان میں رکھی کر سیوں پہ بیٹھ گئیں۔ ماہیر نے نظر اٹھا کر فجر کی طرف دیکھا جو اپنی ہی دھن میں مگن ارحان اور دادو کی طرف متوجہ تھی۔ ماہیر کے دل میں کوئی بہت ہی قیمتی متاع کھونے کا احساس شدت سے جڑ پکڑتا گیا۔ اس نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کر فجر کے صبح چہرے سے نگاہیں ہٹالیں اور ادھر ادھر دیکھا تو میرب زخمی سی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی ایک پل کو دونوں کی نگاہیں ملیں اور اس ایک پل میں ماہیر میرب کے دل کا بھید جان گیا۔ وہ اس کی آنکھوں میں پنپتے محبت کے جذبے کو بہت اچھی طرح پہچان گیا تھا مگر خود کو جان بوجھ کے لا تعلق ظاہر کئے بیٹھا رہا کیونکہ دل کی دنیا ایک بار ہی بستی ہے اور اس کے دل کی دنیا بسنے سے پہلے اجڑ چکی تھی اب اس کی زندگی میں کسی اور کے لئے کوئی جگہ نہیں تھی۔

"ارے دادو آرام سے" دادو نے اس کا کان موڑا تو ارحان کی دل سوز آہ وبکانے سب کو ایک بار پھر اس کی جانب متوجہ کر دیا۔

"میں پوچھتی ہوں یہ کیا بال کھڑے کر رکھے ہیں انگریزوں کے چو نچلوں نے تو تجھے اچھے سے بگاڑ دیا ہے" دادو کے ہاتھ اپنے بالوں کی طرف بڑھتا دیکھ کر ارحان بدک کر پیچھے ہٹا وہ بال جو اس نے کئی گھنٹوں کی محنت سے جیل لگا کر سیٹ کئے تھے دادو چند ہی لمحوں میں اسے ملیا میٹ کرنے والی تھیں۔

"کیا بکواس کر رہا تھا" وہ دونوں گھاس پہ لیٹے ایک دوسرے سے گھٹم گھٹا تھے جبکہ فجر آنکھوں میں شعلے بھر کے اسے گھورنے میں مصروف تھی۔

"میں مذاق کر رہا تھا" ماحد نے اس پل اپنی جان بچانی مناسب سمجھی۔

"اٹھ کے فجر کے سامنے قسم کھا کے بول تو مذاق کر رہا تھا اگر اس کی آنکھوں سے ایک بھی آنسو نکلا تو تیری جان لے لوں گا" ارحان نے ماحد کو دبوچے اس کے کان میں سرگوشی کی کیونکہ اس نے فجر کا یکدم بگڑتا موڈ دیکھ لیا تھا۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں" جو اد صاحب کی آواز نے دونوں کو ٹھرنے پہ مجبور کر دیا یکدم ہی دونوں ہوش میں آئے اور فوراً سیدھے ہو کہ کھڑے ہو گئے۔ اب ادھر ادھر منہ کر کے کھی کھی کرنے لگے سوائے فجر کے جو کافی سیریس انداز میں بیٹھی تھی۔

اچانک ہی ارحان کی جیب میں پڑا موبائل بجا جس پہ اس کا دل بے اختیار ناچنے کو کرنے لگا اس نے کال ریسپو کر کے موبائل کان سے لگایا اور ہیلو ہیلو کرتے ہوئے وہاں سے نودو گیارہ ہو گیا۔

....To be continue

Next Tuesday

اپنی قیمتی رائے کا اظہار ضرور کیجئے گا۔

کیا ماہیر کبھی میرب کو اپنی زندگی میں جگہ دے پائے گا؟ اگلی قسط 10:30 بجے

کس خطائی سزا پائی

ر مشاء مہناز

#قسط نمبر 4

(Don't copy without any permission)

ارحان رات میں گھر پہنچا تو اسے شام کا قصہ یاد آیا وہ جانتا تھا یہ سب سننے کے بعد فجر اب تک منہ پھلائے بیٹھی ہوگی وہ اپنے پورشن میں جانے سے پہلے ان کے پورشن کی طرف آیا وہ اندر داخل ہوا تو مہربانوسا منے ہی اسے کچن میں مصروف دکھائی دیں۔

"السلام وعلیکم بڑی امی کیا ہو رہا ہے؟" وہ سیدھا ان کے پاس کچن میں ہی آگیا۔

"وعلیکم السلام آؤ بیٹا" مہربانوں نے اسے دیکھ کر خوشدلی سے جواب دیا۔

"خوشبو تو بہت اچھی آرہی ہے کیا بن رہا ہے" ارحان نے پین سے ڈھکن اٹھاتے ہوئے پوچھا۔
 "فجر کے لئے پاستا بنا رہی تھی تم پیٹھو بس بن گیا ہے گرم گرم کھا کے جانا" مہربانوں نے اسٹووبند کرتے ہوئے کہا۔

"بڑے پاپا تو گھر پہ نہیں ہیں؟" ارحان نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے ان کے کان میں سرگوشی کی جس پہ انہوں نے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلادیا۔

"میں فجر کے روم میں ہی جا رہا ہوں اس کے لئے بھی نکال دیں ورنہ وہ میرا چھین لی گی" مہربانوں نے مسکراتے ہوئے ٹرے اسے تھمادی۔

ارحان پاؤں کی ٹھوکر سے دروازہ کھولتا ہوا اندر داخل ہوا تو فجر بیڈ پہ کتابوں میں سر دیئے بیٹھی تھی ارحان کو اندر آتا دیکھ کر اس نے ایک لمحے کے لئے سر اٹھا کر اسے دیکھا پھر اسے گھور کے دوبارہ کتابوں پہ جھک گئی۔

"ناراض ہو کیا تم؟" ارحان نے بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے ٹرے درمیان میں رکھی اور اس کی طرف شرارتی نظروں سے دیکھا۔

"میں کیوں ناراض ہوں گی تم سے؟" اس نے پین روکتے ہوئے الٹا اسی سے سوال کیا اس کے عنابی ہونٹوں پہ مسکراہٹ نمودار ہوئی جس پہ اس نے چہرہ جھکا لیا۔

"معاذ مذاق کر رہا تھا" اس نے پاستا کا ایک بڑا سا چمچ منہ میں ڈالتے ہوئے کہا فجر نے کوئی رسپانس نہیں دیا۔

اس نے فجر کے چہرے پہ آئی ایک لٹ جو کھینچا تو فجر نے ہاتھ میں پکڑا پین اس کے ہاتھ پہ مار دیا۔ "نہیں تنگ کرو ارحان" اس نے جھنجھلا کے کہا۔

ارحان منہ بنا کے پیچھے ہو کے بیٹھ گیا فجر نے ایک دوبار کن آنکھیں سے اسے دیکھا اور مسکراہٹ دبا کر دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

"میں اگلے ہفتے اسلام آباد جا رہا ہوں" کچھ دیر بعد ارحان نے سر اٹھا کر سنجیدگی سے اسے بتایا فجر کا تیزی سے چلتا ہاتھ یلکھت تھا۔

"تمہیں جاب مل گئی؟" اس نے حیرت سے پوچھا۔

"جی ہاں مجھے جاب مل گئی ہے اور میں نیکسٹ ویک اسلام آباد جا رہا ہوں" اس نے پر جوش انداز میں اسے اطلاع دی۔

"تم مجھے چھوڑ کر چلے جاؤ گے؟" فجر نے روہانسی ہو کر پوچھا۔

"میں چلا بھی گیا تو ہمیشہ تمہارے پاس ہی رہوں گا" ارحان نے اس کا مرمر میں ہاتھ تھام کر اسے اپنے ہونے کا یقین دلایا۔

"لیکن تم جارہے ہو مجھے چھوڑ کے" فخر نے اپنا ہاتھ اس کی مضبوط گرفت سے نکالا۔

"بہت جلد آؤں گا اور تمہیں تمہیں دلہن بنا کے اپنے ساتھ لے جاؤں گا" اس نے کوہنی کے بل لیٹتے ہوئے شرارت سے آنکھ دبا کے کہا۔

"ارحان میں سیریس ہوں" فخر نے اس کی طرف گھور کے دیکھا۔

"اور میں تم سے زیادہ سیریس ہوں میری جان" ارحان نے اب کی بار شرارت چھوڑ کر سنجیدگی سے کہا۔

"ویسے تم مجھ سے ناراض تھیں کسی بات پر" ارحان نے اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر اس کا دھیان بتانا چاہا۔

"اب تو اور بھی ناراض ہوں" فخر نے کشن اٹھا کے اسے مارا جسے ارحان نے ہنستے ہوئے کچھ کر کے اپنے سر کے نیچے رکھ لیا۔ فخر بھی نم آنکھوں سے مسکرا دی۔

"پہلے ہی لیٹ ہو گئے ہیں اور یہ ڈرائیور انکل بھی پتا نہیں کہاں رہ گئے" مومنہ نے گھڑی میں ٹائم دیکھتے ہوئے پریشانی سے کہا۔

"آجائیں گے یار فکر کیوں کر رہی ہو" فجر نے لاپرواہی سے کہا اور وہیں گھاس پہ بیٹھ گئی۔ میرب استماہٹ سے بار بار داخلی دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی۔ ان تینوں کو یونیورسٹی سے دیر ہو رہی تھی اور ڈرائیور کا کچھ پتا نہیں تھا۔

اسی اثناء میں ماہیر آفس جانے کے لئے باہر آیا اور ان تینوں پہ ایک اچھٹی سی نظر ڈال کر آگے بڑھ گیا۔ میرب نے اس خوب و مگر مغرور شخص کی طرف دیکھا جو ناجانے کب اس کی دل کی دھڑکن بن گیا تھا اور دھڑکنیں بھی ایسی ضدی جنہیں صرف اسی کا نام لے کر چلنا تھا۔ اگر اسے وہ شخص نہ ملا تو اسے ڈر تھا کہ اس کی دھڑکنیں چلنے سے انکار نہ کر دیں۔

"میرب ماہیر بھائی سے بولو ہمیں یونی چھوڑ دیں" میرب نے اپنے خیالوں سے چونک کر مومنہ کی طرف دیکھا اور انکار میں سر ہلادیا۔

میرب گم سم سی بیٹھی تھی اس کی نظروں کے سامنے بار بار اس دن کا منظر لہرا رہا تھا جب اس نے ماہیر سے اسے اپنی فرینڈ کے گھر ڈراپ کرنے کا کہا تھا اور ماہیر نے کس قدر خشک لہجے میں اسے انکار کیا تھا اور آج فجر کے ایک بار بولنے پہ ماہیر کا مسکراتے ہوئے ہامی بھرنا اس کا دل چھلنی کر گیا تھا۔

ماہیر کی نگاہیں بار بار بھٹک کے بیک ویو مر میں ابھرتے فجر کی آنکھوں کے عکس کو تک رہی تھیں۔ وہ سیاہ نگینے جن پہ اٹھتی گرتی سیاہ چلمن پڑی تھی۔ فجر کسی بات پہ مسکرائی تھی جس پہ وہ سیاہ نگینے جگمگائے تھے جن میں زندگی کے ہزاروں رنگ بچھے تھے ماہیر نے بمشکل نظر ہٹا کر سامنے سڑک کی طرف اپنا دھیان مرکوز کیا۔

اس بات سے بے خبر اس کا یہ والہانہ انداز میرب کی نگاہوں سے پوشیدہ نہ رہ سکا میرب نے اپنے اندر اٹھتے آتش فشاں کو آنسو کے گھونٹ پی کر دبایا۔

رات کے کھانے سے فارغ ہو کر سب بڑے دادو کے کمرے میں جمع تھے اندر کوئی خفیہ میلنگ چل رہی تھی جس میں بچوں کا داخلہ ممنوع تھا۔ فجر ارحان اور مومنہ نے تو لاکھ کوشش کی سن گن لینے کی مگر کوئی بھٹک نہ پاسکے اور تھک ہار کے باہر آ کے سب کے ساتھ بیٹھ گئے باہر لان میں بچوں نے

الگ محفل جمائی ہوئی تھی جہاں حسب معمول فجر اور ارحان کی نوک جھونک جاری تھی اور امر اور مومنہ کی اگلے ماہ ہونے والی شادی کو لے کر دونوں کی ٹانگ کھینچنے کا عمل بھی جاری تھا جس میں فجر اور ارحان پیش پیش تھے۔

"میں آتی ہوں امی بلارہی ہیں" اندر سے تائی امی کی آواز آئی تو مومنہ نے وہاں سے کھسکنے میں ہی عافیت جانی۔ امر کی مسکراتی نگاہوں نے اس کا دور تک پیچھا کیا۔

"ماحد تو اتنی دیر سے بیٹھا مسکرا رہا ہے تجھے پتا ہے نہ اندر کیا باتیں ہو رہی ہیں" ارحان کی نظروں سے ماحد کا مسکراتا چہرہ چھپا نہ رہ سکا۔

"نہیں مجھے کیا پتا اندر کیا باتیں ہو رہی ہیں" ماحد فوراً گڑبڑا گیا۔

"مجھے لگ رہا ہے تمہیں پتا ہے اندر کیا باتیں ہو رہی ہیں" فجر نے اپنی آنکھوں کو چھوٹا کرتے ہوئے ماحد کو غور دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم دونوں تو بس پیچھے ہی پڑ جایا کرو مجھے کیا پتا اندر کیا باتیں ہو رہی ہیں" ماحد نے ان دونوں کے سوالات سے تنگ آ کر چڑکے کہا۔ امر اور ماہیر ان تینوں کی نوک جھونک سے لطف اندوز ہو رہے تھے جبکہ میرب ان سب سے لا تعلق سی سر جھکائے بیٹھی تھی۔

"مجھے پتا چل گیا اندر۔ کیا باتیں ہو رہی ہیں" مومنہ نے اندر سے آکر سب کو پر جوش انداز میں اطلاع دی۔

"کیا باتیں ہو رہی ہیں؟" ارحان نے فوراً پلٹ کر مومنہ سے پوچھا۔

"بتا دوں ماحد بھائی؟" مومنہ نے ماحد کی طرف دیکھ کر شرارت سے پوچھا۔

"نہیں مومنہ انسان بنو" ماحد نے اٹھ کر اسے روکنا چاہا۔

"آرام سے سالے صاحب ہمیں بھی تو پتہ چلے آپ کیا گل کھلا کے آئے ہیں" امر نے ماحد کو پکڑ کر واپس بلینچ پہ بٹھادیا۔

"میرب کو میری بھابھی بنانے کی باتیں ہو رہی ہیں اندر" مومنہ نے اپنی طرف سے دھماکہ کیا میرب جو ان سب سے لا تعلق سی بیٹھی تھی مومنہ کی بات پہ ایک جھٹکے سے سراٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور غیر ارادی طور پہ اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی اور حیرت بھری نگاہوں سے ماہیر کی طرف دیکھا۔

کیا دعائیں ایسے بھی قبول ہوتی ہیں؟

کیا ماہیر بھی اس سے پیار کرتا ہے؟

وہ اس ایک پل میں نہ جانے کتنی کہشتوں جاسفر طے کر آئی تھی۔ اکاد دل کیا وہ بھاگ کے جا کر ماہیر سے لپٹ جائے اور اس کی تمام بے رخیوں کا اس سے شکوہ کرے اگر وہ اس سے شادی کرنا چاہتا تھا تو کیسے اسے ایسے تڑپایا؟

کیوں اس کی راتوں کی نیندیں چھین لیں؟

کیوں پل پل اپنی بے رخی سے اسے مارتا رہا؟

مگر اگلے پل ہی پل جب وہ یوش کی دنیا میں واپس لوٹی تو اسے لگا کسی نے اسے عرش سے فرش پہ واپس بری طرح پٹخ دیا ہے۔

اس کے خوابوں کی ہزاروں کرچیاں اس کے اطراف میں بکھری تھیں۔

ماہد گھاس پہ گھٹنوں کے بل اس کے سامنے سرخ گلاب لئے بیٹھا تھا۔ میرب نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے ماہد کی طرف دیکھا یوں جیسے اسے اپنی بہ آنکھوں پہ یقین نہ رہا ہو پھر کھڑے ماہیر کی طرف دیکھا جو سینے پہ ہاتھ باندھے دلچسپی سے یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا۔ میرب کو اپنے پیروں کے نیچے سے زمین سرکتی ہوئی محسوس ہوئی اسے اپنے پیروں پہ کھڑے ہونا دشوار لگ رہا تھا اس کی آنکھوں میں گرم سیال بھرنے لگا وہ سرعت سے پلٹی اور تیزی سے بھاگتی ہوئی اندر چلی گئی۔ پیچھے سب ہکا بکا کھڑے رہ گئے۔

وہ اپنے کمرے میں پہنچ کر بیڈ پہ گر کے پھوٹ پھوٹ کے رونے لگی گھڑی کی سوئیاں تیزی سے اپنا سفر طے کر رہی تھیں باہر رات گہری ہوتی جا رہی تھی اور اندر اس کی آنکھوں سے ساون بھادوں جاری تھا کچھ دیر بعد وہ اٹھی اور ماہیر کا نمردا ل کرنے لگی بیل مسلسل جا رہی تھی۔

To be continue

اپنی قیمتی رائے کا اظہار ضرور کیجئے گا مجھے انتظار رہے گا۔

کیسے لگاؤ ٹسٹ ریڈرز؟

کیا ہو گا میرا کا فیصلہ؟

کیا ارحان لوٹ کے آئے گا؟



کس خطائی سزا پائی

ر مشاء مہناز

قسط نمبر 5

(Don't copy without any permission)

مسلسل بیل کی آواز نے ماہیر کی نیند میں خلل ڈالا تھا اس نے بیڈ پہ ادھر ادھر ہاتھ مار کے مابائل تلاش کیا اسکرین پہ میرب کا نام جگمگا رہا تھا اس نے کوفت سے آنکھیں واپس بند کر لیں مگر چنگھاڑتا ہوا موبائل ایک لمحے کے لئے بھی خاموش نہیں ہو رہا تھا۔ ماہیر نے بیزاری سے کال ریسپونڈ کی دوسری جانب میرب کی رندھی ہوئی آواز نے اسے پوری آنکھیں کھولنے پہ مجبور کر دیا۔

"ماہیر مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے کیا آپ باہر گارڈن میں آسکتے ہیں؟" میرب نے آنسوؤں کے درمیان پوچھا۔

"کیوں؟" ماہیر کے لہجے میں ایسا کچھ تھا جس پہ میرب کے آنسو تھم گئے۔

"آپ آسکتے ہیں یا نہیں؟" میرب نے سرد انداز میں پوچھا۔

"اوکے میں آ رہا ہوں" ماہیر نے ناچاہتے ہوئے بھی اثبات میں جواب دیا اور بیڈ سے اٹھ کے سلیپر پہننا ہوا باہر لان کی جانب بڑھ گیا۔

وہ لان میں پہنچا تو میرب پیٹھ موڑے کھڑی تھی ماہیر نے ہلکا سا کھنکھارا تو اس نے پلٹ کے دیکھا ماہیر اس کی آنکھوں میں دیکھ کر ایک پل کے لئے ششدر سا رہ گیا میرب کی آنکھیں رونے کے باعث سرخ ہو رہی تھیں۔

"کیا یو ا تمہیں رو کیوں رہی ہو؟" ماہیر نے اس کی یہ حالت دیکھ کر پریشانی سے پوچھا جواب میں میرب نے ایک پر شکوہ نظر اس پہ ڈالی۔

"کیا آپ کو واقعی نہیں پتا میں کیوں رو رہی ہوں؟" میرب نے دکھ بھرے لہجے میں پوچھا آواز میں ایسا کچھ تھا جو ماہیر کو نظر پھیرنے پہ مجبور کر گیا۔

کئی لمحے دونوں کے بیچ خاموشی حائل رہی کچھ دیر بعد ماہیر کی گھمبیر آواز ہوا کو چیرتی ہوئی اس کے کانوں میں پڑی۔

"ماہد تمہیں خوش رکھے گا" میرب نے تڑپ کے اس کی طرف دیکھا۔ کیسا سنگدل شخص تھا اس کے

نام کے ساتھ کسی اور کا نام جوڑ رہا تھا۔ اس نے بے دردی سے ہاتھ کی پشت سے گالوں پہ بہنے والے گرم سیال مادے کو رگڑا اسے لگا اس کا وجود شعلوں سے بھر جائے گا۔

"میں آپ سے پیار کرتی ہوں ماہیر" وہ کہتے کہتے سیکوں سے رونے لگی۔

ماہیر نے خالی خالی نظروں سے اس کی طرف دیکھا مگر دوسرے ہی پل چہرے پہ نرمی کی جگہ پتھر یلے تاثرات نے لے لی غصے سے ماہیر کے لب بھیجنے گئے۔

"میں تم سے پیار نہیں کرتا اور بہتر ہو گا تم یہ خناس اپنے دماغ سے نکال دو" ماہیر نے ایک ایک لفظ چبا کے کہا۔

دیکھو تو کس بیدردی سے سامنے کھڑی کانچ سی لڑکی کا دل توڑ رہا تھا۔

دل توڑنا بھی گناہ کے زمرے میں آتا ہے کاش وہ یہ جان سکتا۔

میرب نے کرب سے آنکھیں بند کر لیں اسے لگا کہ کسی نے اس کا دل مٹھی میں لے کر مسل دیا ہے۔ ایک ٹیس سی اسے اپنے دل میں اٹھتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"ماہیر پلٹ کے جانے لگا میرب نے دھندلی ہوتی آنکھوں سے اسے دیکھا اس کے ہونٹ پھڑ پھڑائے اور اسی دشمن جاں کا نام نکلا۔

"ماہیر-----!"

وہ رکا مگر پلٹا نہیں۔

"تو کس سے پیار کرتے ہیں آپ" میرب پھنکارتی ہوئی اس کے سامنے آئی۔

ماہیر نے ایک سرد سی نگاہ اس کے روئے روئے چہرے پہ ڈالی اور بناء کوئی جواب دیئے جانے لگا۔

"جواب دے کے جائیں میں بھی جانوں آپ کی ایسی کونسی محبت ہے جسے آپ نے سات پردوں میں چھپا کے رکھا ہوا ہے یوں بزدلوں کی طرح کیوں منہ چھپا کے جا رہے ہیں" میرب کے طنز میں ڈوبے الفاظ اس کے کانوں سے ٹکرائے۔ ماہیر نے کاٹ دار نظروں سے اسے دیکھا اور اگلے ہی پل اس کا بازو دبوچے غرایا۔

"فخر سے پیار کرتا ہوں اور کرتا ہوں گا کہ لو کیا کر لوگی" ماہیر کے منہ سے نکلتے الفاظ کسی خنجر کی طرح اسے اپنے دل میں پیوست ہوتے محسوس ہوئے اس کی آنکھوں سے نکلتے شعلوں نے اس کا پورا وجود راکھ کا ڈھیر بنا دیا۔

"فخر آپ سے پیار نہیں کرتی وہ ارحان بھائی سے پیار کرتی ہے" میرب نے اسے وہ حقیقت بتانی چاہی جس سے ماہیر روز اول سے واقف تھا اور اب درد سہنے کی باری ماہیر کی تھی میرب کے بازو پہ اس کی مضبوط گرفت ڈھیلی پڑی۔

"کب تک آپ اس روگ کو دل سے لگائے بیٹھے رہیں گے فخر آپ کی کبھی نہیں ہو سکتی وہ ارحان بھائی کو دیوانوں کی طرح چاہتی ہے۔ آپ بھی محبت کے اس خود ساختہ فریب سے باہر نکل آئیں" وہ ماہیر کا ہاتھ تھامے مدھم لہجے میں بول رہی تھی۔

اس نے بھیگی آنکھوں سے کھڑکی کے کھلے پٹ کو دیکھا جو ہوا سے ہل رہے تھے اب اسے غصہ آنے لگا وہ کھڑکی بند کرنے کے لئے اٹھی۔

مگر پائپ کے پاس کسی کسی کا سایہ دیکھ کر نیچے جھانکا تو ارحان پائپ کے سہارے اوپر چڑھ رہا تھا فجر کو نئے سرے سے غصہ آنے لگا۔

"مجھ سے ملنے کا اب ٹائم مل رہا ہے جناب کو" فجر نے کلس کر سوچا اور کھڑکی کے پٹ بند کرنے لگی مگر ارحان تب تک کھڑکی تک پہنچ چکا تھا اس نے کھڑکی کے ادھ کھلے پٹ کو پکڑا۔

"ظالم لڑکی اپنے شوہر کو سردی میں مارنے کا ارادہ ہے کیا؟" ارحان نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ناراض چہرے پہ ایک نگاہ ڈالی۔

"کیوں آئے ہو یہاں؟" فجر نے ناراضی سے پوچھا۔

"وہ میں اندر آ کے بتاؤں گا" ارحان نے ایک دبا کے شرارت سے کہا اور ایک ہی جست میں چھلانگ لگا کے اندر آ گیا۔

فجر سر جھٹک کے وہاں سے ہٹی اور ڈرینگ ٹیبل کے سامنے جا کے سمٹی ہوئی ڈرینگ ٹیبل دوبارہ سمیٹنے لگی ارحان مسکراتا ہوا کہنی کے بل بیڈ پہ لیٹ گیا اور فرصت سے اسے دیکھنے لگا۔

"اگر یہ دیکھنے کا شغل فرما چکے ہو تو جاو یہاں سے" فجر نے ایک پتی پتی سی نگاہ آئینے میں پڑتے اس کے عکس پہ ڈالی اس کی بات پہ ارحان کے ہونٹوں کو ایک دلکش سی مسکراہٹ نے چھوا۔

"ناراض ہو مجھ سے" ارحان نے پوچھتے ہوئے بیڈ سے ایک کش اٹھا کر فجر کی طرف پھینکا۔ فجر نے گھور کے اس کی طرف دیکھا اور کش دوبارہ بیڈ پہ اچھال دیا۔

"میں کل جا رہا ہوں" ارحان نے اداسی سے کہا۔

"ہم جاو" فجر نے مصروف سے انداز میں کہا۔

"تمہیں میری یاد نہیں آئے گی؟" ارحان بیڈ سے اٹھ کے اس کے پیچھے جا کھڑا ہوا وہ گھمبیر اور

ٹھہرے ہوئے لہجے میں اس کے کان کی طرف جھکتے ہوئے ہو چڑھا تھا اس کی بات سن کر فجر نے آئینے میں پڑتے اس کے عکس کو پلکیں اٹھا کر دیکھا یا ایک آنکھیں نمکین پانیوں سے بھرنے لگیں اس نے فوراً نظریں جھکا لیں مگر اس کے آنسو ارحان کی نظروں سے بچھے نہ رہ سکے اس کے لبوں کی مسکراہٹ سمٹی اس نے فجر کو شانوں سے پکڑ کر اس کا رخ اپنے سامنے کیا اور بناء کچھ کہے نرمی سے اس کا سر اپنے کندھے سے لگالیا اس کے کندھے سے لگتے ہی فجر کے ر کے آنسو اتار سے بہنے لگے اور اس کا کندھا بھگونے لگے۔

دونوں کے درمیان خاموشی حائل تھی۔

"پاگل میں کونسا ہمیشہ کے لئے چھوڑ کے جا رہا ہوں بہت جلد آؤں گا تمہیں لینے" ارحان دوبارہ اس کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھنا چاہتا تھا اس لئے ماحول کا اثر کم کرنے کے لئے ہلکے پھلکے لہجے میں کہا۔

"ایک کام کرتے ہیں" ارحان نے اس کی طرف جھکتے ہوئے شرارت سے کہا۔
 "کیا" فجر نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

"ابھی رخصتی کروا کے اپنے ساتھ ہی لے جاتا ہوں" اس کی بات سن کے فجر کے عارض سرخ یوئے تھے وہ روتے ہوئے مسکرا دی ارحان نے اس دھوپ چھاؤں کے سے منظر کو اپنی آنکھوں میں محفوظ کر لیا۔

"جی نہیں" اس نے ارحان کے سینے پہ ہاتھ رکھ کے اسے پیچھے دھکیلا۔
 "امر بھائی کی شادی میں آؤ گے نا" سوال میں امید چھپی تھی۔

"ہاں آؤں گا" اس نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"اپنا خیال رکھنا" ارحان نے اس کا گال چومتی آوارہ لٹ کو چھوتے ہوئے کہا۔
 "تم بھی اپنا خیال رکھنا" فجر نے نم آنکھوں کے ساتھ کہا۔

To be continue

اپنی قیمتی رائے کا اظہار ضرور کیجئے گا۔

اب کیا کرے گی میرب؟

کیا وہ اپنی ذات کا ٹھکرانا برداشت کر پائے گی؟



urdu
novels mania

www.urdu novels mania.com

کس خطائی سزا پائی

رمشاء مہناز

#قسط نمبر 6

(Don't copy without any permission)

اگلے دن ارحان اسلام آباد چلا گیا۔ دن یونہی پر لگا کر اڑتے چلے گئے اور ایک مہینہ پلک جھپکتے کیسے بیتا پتا ہی نہیں چلا۔ امر اور مومنہ کی شادی کی تیاریاں گھر میں زور و شور سے جاری تھیں آتے دن سب

کے بازاروں کے چکر لگ رہے تھے ایسے میں فجر کو لمحہ بہ لمحہ ارحان کی یاد آرہی تھی اگر وہ یہاں ہوتا تو اسے ہر چیز اپنی پسند سے دلاتا مگر وہ یہاں نہیں تھا اسی بات کی کمی اسے ہر لمحہ رلا رہی تھی۔

آج مہندی تھی اور ارحان شام کی فلائٹ سے گھر واپس آ رہا تھا۔ اس نے کسی کو بھی ایئر پورٹ آنے سے منع کر دیا تھا گھر سے گاڑی اور ڈرائیور بھیج دیئے گئے تھے۔ گھر میں سب رات کی تیاریوں میں مصروف تھے اور فجر گھڑی کی سوئیوں کو گننے میں مصروف تھی اسے لگ رہا تھا آج وقت جیسے تھم سا گیا ہے۔

فجر اپنے روم میں تیار ہونے میں مصروف تھی۔ پیلے رنگ کی گھٹنوں تک آتی فراک اور چوڑی دار پہنے خم دار سیاہ بالوں کی چوٹی بنائے جس میں کچھ آوارہ لٹیں نکل کر اس کے صبح پہرے کے اطراف میں پھیلی تھی اور پھولوں کا زیور پہنے وہ نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔ ابھی وہ تیار ہو رہی تھی اس کے موبائل کی رنگ ٹون بجی اس نے موبائل اٹھا کر چیک کیا تو ارحان کا میسج تھا۔

"میری جان۔۔۔۔۔ بس کچھ دیر اور پھر تم میرے سامنے ہو گی" ارحان کا میسج پڑھ کر فجر کے چہرے پہ ایک شرمیلی سے مسکراہٹ پھیل گئی ابھی وہ جواب دینے کا سوچ ہی رہی تھی کہ بیٹری لو ہونے کی وجہ سے اس کا موبائل بند ہو گیا اس نے غصے سے موبائل کو گھورا اور چارج پہ لگا دیا۔

کچھ دیر بعد میرب ناک کر کے اس کے روم میں داخل ہوئی۔

"آؤ میرب" فخر نے اسے دیکھتے ہوئے مسکرا کے کہا۔

"تم تیار ہو گئیں؟" میرب نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔

"ہاں" فخر نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"تم پلیزیہ پھولوں کا زیور مومنہ کو دے آؤ گی مجھے ابھی تیار بھی ہونا ہے اور دیر ہو رہی ہے" میرب نے اس کی طرف شاہر بڑھاتے ہوئے کہا۔

"او کے میں دے دیتی ہوں" فخر نے مسکرا کے اس کے ہاتھ سے شاہر پکڑ لیا۔

"وہ ماہیر کے روم میں تیار ہو رہی ہے" میرب کے لہجے میں کچھ ایسا تھا جسے فخر سمجھ نہ سکی۔

"ٹھیک ہے میں دے آتی ہوں" وہ روم سے نکل کر جانے لگی۔

"یہ جو س بڑی امی نے تمہارے لئے بھجوایا ہے اور کہا ہے تمہیں پلا کے ہی آؤں" میرب نے گلاس فخر کی طرف بڑھاتے ہوئے زبردستی مسکرا کے کہا فخر نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ گلاس تھام

لیا اور ایک ہی سانس میں پی لیا میرب نے اس سے گلاس واپس لے لیا۔

وہ نیچے ماہیر کے روم میں آئی تو روم خالی پڑا تھا۔ فخر نے ادھر ادھر دیکھا مگر مومنہ وہاں موجود

نہیں تھی وہ پلٹ کے واپس جانے لگی مگر اس کی آنکھوں کے سامنے یکدم ہی اندھیرا چھانے لگا اس

نے ہاتھ بڑھا کر دیوار کو تھامنے کہ کوشش کی مگر چکرا کر وہیں گر گئی۔

"تم ٹھیک ہونا" ماہیر اس پہ جھکا اس سے پوچھ رہا تھا اس کا ذہن اندھیروں سے باہر نکلنے لگا وہ ہڑبڑا کے اٹھ کے بیٹھ گئی۔

"جی" وہ بمشکل بول پائی۔

"کیا ہوا تھا تمہیں" ماہیر پریشانی سے پوچھنے لگا۔

"شاید چکر آگئے تھے" فخر نے خود کو سنبھالتے ہوئے اور بیڈ سے اتر گئی۔

"تم یہاں۔۔۔۔۔ کوئی کام تھا" ماہیر نے اس کے اپنے روم میں موجود ہونے کی وجہ جاننا چاہی۔

"وہ میں مومنہ کو پھول دینے آئی تھی" فخر نے سائیڈ ٹیبل پہ رکھے پھولوں کے شاہ پر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"مومنہ اپنے روم میں ہے" ماہیر نے بتایا۔

فخر نے اثبات میں سر ہلادیا اور وہاں سے چلی گئی۔

ارحان کے موبائل کی ٹون بجی تو ارحان نے مسکراتے ہوئے موبائل نکالا۔

جانے کتنی دیر تک وہ ایک ہی پوزیشن میں لیٹا رہا اس کے سر میں درد سے ٹیسس اٹھ رہی تھیں وہ اٹھ بیٹھا اور باتھ روم میں جا کر شاور کھول کر کھڑا ہو گیا وہ اپنے اندر کی آگ کم کرنا چاہتا تھا بچ بستہ پانی اسے اندر تک جھنجھوڑ رہا تھا کچھ دیر بعد اس کا دماغ قدرے ٹھنڈا ہوا وہ کپڑے بدل کر باہر نکلا تو اس کے روم میں ماحد پہلے سے موجود تھا۔

"تم آگئے ہو اور نیچے بھی نہیں آئے نیچے مہندی کی رسم شروع ہو چکی ہے جلدی تیار ہو کہ چلو" ماحد اسے دیکھتے ہی نان اسٹاپ شروع ہو گیا مگر اگلے ہی پل اس کی سرخ سوجی ہوئی آنکھیں دیکھ کر ٹھٹھک کے رک گیا۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے؟" ماحد نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے پریشانی سے پوچھا۔

"ٹھیک ہوں میں" ارحان نے بیزاری سے اس کا ہاتھ اپنے کندھے سے ہٹایا۔

"اچھا تیار ہو کہ چلو نیچے" ارحان نے اس کا کرتا اس کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کہا۔

"میرا موڈ نہیں ہے" ارحان نے کہتے ہوئے کرتا صوفے پہ پھینک دیا اور خود بیڈ پہ دوبارہ لیٹ گیا۔

"ایسے کیسے موڈ نہیں ہے فجر تیرا ہزار بار پوچھ چکی ہے اب اگر تو نہیں گیا تو وہ مجھے تو جان سے ہی مار دے گی" ماحد اسے زبردستی اٹھاتے ہوئے کہا فجر کے نام پہ ارحان نے زخمی سی نگاہوں سے ماحد کی طرف دیکھا۔

"اب چلو اس سے پہلے امر بھائی آجائیں تجھے لینے" ماحد نے ارحان کو ہنوز ویسے ہی لیٹے دیکھ کر کہا ارحان نہ چاہتے ہوئے بھی اٹھ گیا اور جھنجھلائے ہوئے صوفے سے کرتا اٹھا کر باتھ روم میں گھس گیا۔

وہ تیار ہو کہ ماحد کے ساتھ نیچے آیا تو رسمیں شروع ہو چکیں تھیں۔ ہر طرف رنگ و بوسیلاب امڈ آیا تھا۔ تیز روشنیوں سے پورا لان جگمگا رہا تھا پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو فضا کو معطر کر رہی تھی ایسے میں وہ سب سے بیزار سا لگ تھلگ آ کے کونے میں بیٹھ گیا بلیک کلر کی شلوار قمیض پہنے ماتھے پہ گرے بے ترتیب سے بال سرخ سوچی ہوئی آنکھیں اور ہلکی بڑھی ہوئی شیو بلاشبہ مردانہ وجاہت اس پہ مکمل تھی۔

فجر کی نگاہیں کافی دیر سے بیتابی سے اسے ڈھونڈ رہی تھیں بالآخر وہ اسے ایک کونے میں استہیا ہوا سا بیٹھا مل گیا وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھی اور پل بھر میں ہی اس کے پاس پہنچ گئی۔

"ارحان میں تمہیں کب اے ڈھونڈ رہی ہوں اور تم یہاں بیٹھے ہو؟" فخر نے اس کے پاس پہنچ کر اسے مخاطب کیا ارحان نے نظریں اٹھا کر بیگانگی سے اس کی طرف دیکھا یہی لڑکی کچھ دیر پہلے کسی اور کی بانہوں میں تھی اس کی کنپٹی کی نیس ابھر گئیں ہونٹ سختی سینے ایک دوسرے میں پیوست ہو گئے وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور گھر سے باہر چلا گیا پیچھے فخر منہ کھولے کھڑی اسے جاتا دیکھتی رہی۔۔۔۔۔۔۔۔

To be continued

کیسی لگی آج کی اپنی اپنی رائے کا اظہار ضرور کیجیئے گا۔
 کیا ارحان برداشت کر پائے گا یہ سب؟
 اگلی قسط صبح

www.urdu novelsmania.com

کس خطائی سزا پائی

ر مشاء مہناز

قسط نمبر 7

(Don't copy without any permission)

وہ باہر آ تو گیا تھا مگر اسے کسی پل چین نہیں مل رہا تھا۔ اس کے اندر لگی آگ لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی تھی۔ اس نے گہری گہری سانسیں لے کر اپنے اندر کی گھٹن کو کم کرنے کی کوشش کی۔ وہ اپنے گھٹنوں پہ ہاتھ رکھ کے جھک گیا یوں جیسے اس سے اپنے پیروں پہ کھڑے ہونا محال ہو رہا ہو وہ وہیں درخت کے تنے سے ٹیک لگا کے بیٹھ گیا اور سوچیں فجر کے ارد گرد ہی چکر لگا رہی تھیں۔ فجر سے اس کی نفرت میں ہر لمحہ گزرنے کے ساتھ اضافہ ہو رہا تھا باہر سے وہ پرسکون دیکھ رہا تھا مگر اس کے اندر ایک طوفان برپا تھا جو سب کچھ بہا لے جانے کی طاقت رکھتا تھا۔

کچھ دیر بعد اسے اپنے چہرے پہ نمی کا احساس ہوا اس نے نظر اٹھا کے دیکھا تو کالی گھنگھور گھٹاؤں نے آسمان پہ ڈیرا جمالیا تھا اور ہلکی ہلکی بوند اباندی شروع ہو چکی تھی اور دیکھتے دیکھتے موسلا دھار بارشوں میں بدل گئی وہ وہیں بیٹھا بھیگتا رہا اس کے اندر سے ہر قسم کا احساس جیسے ختم ہو گیا تھا۔ اب ان بارش کے قطروں میں اس کے آنسو بھی شامل ہو چکے تھے۔

کئی گھنٹے اسے وہاں بیٹھے گزر گئے اس نے اٹھنا چاہا مگر ہر بار قدم گھر کی طرف جانے سے انکاری تھے۔ بالآخر خود کو سنبھالتے وہ کھڑا ہوا اور گھر کی راہ لی۔

"تم نے کیا کیا ہے۔ میں بتاؤں تمہیں تم نے کیا کیا ہے" ارحان نے آگے بڑھ کر اس بازو اپنی آہنی گرفت میں جکڑا۔

"آہ" درد سے فجر کربانے لگی۔

"ارحان کیا کر رہے ہو چھوڑو مجھے" فجر باقاعدہ رونے لگی۔

"درد ہو رہا ہے۔ بہت درد ہو رہا ہے نہ لیکن اس درد کا کیا جو تم نے مجھے دیا ہے" ارحان اپنے ہوش و حواس میں نہیں تھا وہ دھاڑ رہا تھا اور اس کے سامنے کھڑی وہ نازک سی لڑکی بری طرح سے سہم چکی تھی۔

شور کی آواز سن کر سب لوگ ان کے پورشن میں جمع ہونا شروع ہو گئے اس وقت سب تائی امی کے پورشن میں جمع تھے تقریب ختم ہونے کے بعد چائے کا دور چل رہا تھا مگر اچانک شور کی آواز سن کر سب پریشان ہو کر اوپر آئے تھے۔

"ارحان کیا کر رہے ہو چھوڑو اسے" عباس صاحب کمرے میں داخل ہوئے تو اندر کا منظر دیکھ کے دنگ رہ گئے۔

"آئیے پاپا آپ کو بھی تو پتا چلے آپ کی لاڈلی کیا گل کھلاتی پھر رہی ہے" ارحان نے حقارت سے فجر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اس قدر تذلیل پہ فجر کا دل کٹ کے رہ گیا۔

"میں نے کیا کیا ہے ارحان" فخر نے ہشکل اپنے آنسوؤں پہ قابو پا کے پوچھا۔

"میں بتاتا ہوں تم نے کیا کیا ہے" ارحان نے تلخی سے کہا اور اس کا بازو پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے اسے کمرے سے باہر لے گیا۔ باہر ہال میں سب جمع تھے ارحان نے اس کا بازو چھوڑ کر اسے زمین پہ دھکا دیا وہ لڑکھڑا کر امر کے قدموں میں جاگری۔

امرنے تڑپ کے اپنی بہن کی یہ حالت دیکھی اور آگے بڑھ کر اسے سہارا دے کر اٹھایا۔
 "ارحان یہ کیا پاگل پن ہے تمہاری ہمت کیسے ہوئی اسے ہاتھ بھی لگانے کی" امر اپنی بہن کی یہ حالت دیکھ کر غصے سے پاگل ہی تو ہو گیا تھا۔

"یہ آپ اپنی بہن سے پوچھیں جو سب کی آنکھوں میں نہ جانے کتنے عرصے سے دھول جھونکتی آرہی ہے" ارحان بھی جواب میں اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر غرایا۔

"میں نے کچھ نہیں کیا بھائی" فخر امر کے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کے رودی۔ امر سرخ انگارہ آنکھوں سے ارحان کو گھورتا رہا۔

وہاں موجود ہر شخص حیران تھا کہ ارحان کو اچانک کیا ہو گیا کہاں وہ ہر دم فخر فخر کرتے نہیں تھکتا تھا اور آج وہ فخر پہ چلا رہا تھا سب دم بخود تھے۔

"ارحان تم نے کیسے میری بیٹی کو ہاتھ لگایا" جو اد صاحب نے آگے بڑھ کر ارحان کا گریبان پکڑ لیا۔

"میرے گریبان پہ ہاتھ ڈالنے سے بہتر ہے اپنی بیٹی کے کر تو توں پہ نگاہ ڈالتے وہ کیا کرتی پھر رہی ہے" ارحان نے ان کا ہاتھ ایک جھٹکے سے اپنے کالر سے ہٹایا۔

"ارحان ٹھنڈے دماغ سے بتاؤ کیا ہوا ایسے غصے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا" ظہیر تایا نے آگے بڑھ کر ارحان سے نرم لہجے میں کہا۔ ارحان نے ایک ترش نگاہ فجر کے کانپتے وجود پہ ڈالی اس کی آنکھیں رو رو کے سرخ ہو چکی تھیں پھر اپنی جیب سے موبائل نکال کر وہ تصویریں ان کے سامنے کر دیں۔ ظہیر صاحب موبائل کی اسکرین کی طرف دیکھ کر چند منٹ کے لئے پلکیں جھپکنا بھول گئے تھے۔

سب ارحان اور ظہیر صاحب کی طرف دیکھ رہے تھے کہ نہ جانے ارحان نے انہیں ایسا کیا دکھایا کہ وہ بت کی مانند کھڑے رہ گئے۔

ظہیر صاحب نے پلٹ کر پہلے فجر کی طرف دیکھا جو صرف روئے جا رہی تھی پھر ماہیر کی طرف خو خوار نظروں سے دیکھا جو اس سب سے انجان کھڑا تھا۔

جواد صاحب نے ارحان کے ہاتھ سے موبائل کے کراپنے سامنے کیا تو وہ جیسے سانس لینا بھول چکے تھے۔ موبائل آہستہ آہستہ سب کے ہاتھوں میں گردش کرتا رہا سب نے دانتوں تلے انگلیاں داب لی

تھیں وہ تصویریں فجر اور ماہیر کی قربت کا منہ بولتا ثبوت تھیں۔ موبائل ماہیر کے ہاتھ میں آیا تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی رہ گئیں ایسا تو کچھ نہیں ہوا تھا جو ان تصویروں میں واضح تھا۔

امر نے ماہیر کے ہاتھ سے موبائل لیا تو فجر کے بالوں کو سہلاتا اس کا ہاتھ یکدم ہی تھم گیا اس کے کرنٹ کھا کے فجر کی طرف دیکھا مگر فجر اس سب سے بے نیاز بس روئے جارہی تھی۔

وہاں یکدم ہی موت کا سناٹا چھا گیا وہاں کھڑا ہر شخص ایک دوسرے سے نظریں نہیں ملا پارتھا سب ایک دوسرے سے نگاہیں چرا رہے تھے اور ارحان وہ تو جیسے ٹوٹ کے ریزہ ریزہ ہو چکا تھا اس کا دل خون ہو چکا تھا سب نے بہت دیر بعد ارحان کی آنکھوں میں موجود آنسو محسوس کئے تھے۔

"کیا ہے یہ فجر۔۔۔۔۔؟" امر نے موبائل فجر کی آنکھوں کے سامنے کیا فجر نے نا سمجھی سے

سراٹھا پہلے امر کو دیکھا جس کا چہرہ ضبط کی شدت سے سرخ ہو چکا تھا پھر اس کے ہاتھ میں پکڑے موبائل کی طرف دیکھا تو گویا جیسے وہ سانس لینا بھول گئی اس کے آنسو یکدم ہی خشک ہو گئے۔

اس نے امر کی طرف دیکھا جس کی آنکھوں میں بے اعتباری واضح دیکھ رہی تھی۔

[illegible]

موڑ لیا۔ جو اد صاحب صوفیہ پڑھنے سے گئے یوں جیسے قدموں نے ان وزن اٹھانے سے انکار کر دیا

— १७ —

اس قدر نفرت۔۔۔۔۔

اس قدر بے اعتباری۔۔۔۔۔ اس کا دل لرز کے رہ گیا۔

"بابا جھوٹ ہے یہ سب۔۔۔۔۔ جھوٹی ہیں یہ تصویر ہیں۔۔۔۔۔ مم میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔" وہ جواد صاحب کا ہاتھ تھامے ان کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی مگر جواد صاحب نے چہرے کا رخ موڑ لیا وہ شرمندگی سے زمین میں گرے جارہے تھے۔

اور امر وہ تو نظریں اٹھانے کے قابل ہی نہ رہا تھا۔ اس کا سر جھکا تھا۔ وہ زمین پہ نظریں جمائے کھڑا تھا۔

"میرا یقین کریں بابا جھوٹ ہے یہ سب میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتی" شفاف موتی اس کی آنکھوں سے ٹوٹ کے گر رہے تھے مگر انہیں سمیٹنے والے اس سے منہ موڑے کھڑے تھے۔

ارحان نے آگے بڑھ کر اس کا بازو دبوچ کر اسے کھڑا کیا۔

"کیوں کیا تم نے میرے ساتھ ایسا۔۔۔۔۔ کیا کمی تھی میری محبت میں۔۔۔۔۔ تم مجھے بس ایک بار بول دیتیں کہ مجھے طلاق چاہیے میں خود تمہارے منہ پہ طلاق کے کاغذات مار دیتا مگر یہ جو تم نے میرے ساتھ کیا ہے اس کے لئے میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا" ارحان پہ وحشت

سوار تھی ارحان کی انگلیاں اس کے بازو میں گڑی جا رہی تھیں مگر اس کے اندر سے تکلیف کا احساس جیسے ختم ہو گیا تھا وہ خالی خالی نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"تم میری بات پہ یقین کیوں نہیں کر رہے ارحان" فخر تھکنے لگی تھی۔

"ٹھیک ہے تمہیں میری بات پہ یقین نہیں ہے لیکن ماہیر بھائی کی بات پہ یقین تو ہو گا نہ" فخر کے ہاتھ میں امید کا ایک سرا آیا تھا وہ ارحان سے اپنا ہاتھ چھڑا کر ماہیر کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

"ماہیر بھائی آپ بتائیں میں آپ کے روم میں اچانک بیہوش ہو گئی تھی ایسا کچھ نہیں ہے جیسا یہ

لوگ سمجھ رہے ہیں" فخر امید سے ماہیر کی طرف دیکھ رہی تھی اور ماہیر سر جھکائے کھڑا تھا۔

وہ لڑکی جو اس کی روح میں سماتی تھی آج اس کے سامنے اپنے کردار کی گواہی کے لئے دامن

پھیلانے کھڑی تھی آج وہ اس سے کچھ مانگ رہی تھی تو وہ کیوں سر جھکائے کھڑا تھا۔

www.urdu novels mania .com

اس کی خاموشی پہ فخر کا دل ڈوبنے لگا۔

"ماہیر بھائی آپ بتاتے کیوں نہیں میں بیہوش ہو گئی تھی آپ کے روم میں آپ نے میرے منہ پہ

پانی کے چھینٹے ڈالے تھے تاکہ ہوش میں آجاؤں پلیز بتائیں" فخر اس کے سامنے باقاعدہ ہاتھ جوڑے

کھڑی تھی۔

"ماہیر بھائی آپ کو خدا کا واسطہ کچھ تو بولیں" فجر نے اپنے گالوں پہ بہنے والے آنسوؤں کو بیدردی سے ہاتھ کی پشت سے رگڑا۔

ماہیر نے نظر اٹھا کر فجر کی طرف دیکھا جو کسی سوالی کی طرح دامن پھیلائے اس کے سامنے کھڑی تھی۔

ماہیر کی نظر ایک کونے میں کھڑی میرب پہ پڑی جو تسلی سے ہاتھ باندھے کھڑی چہرے پہ استہزائیہ مسکان سجائے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

یوں جیسے بتاؤ سچ اور کھود اپنے ہاتھوں سے اپنی فجر کو۔

"میں نہیں کھونا چاہتا فجر کو" ماہیر کا دل کسی ننھے بچے کی طرح ضد کرنے لگا۔ وہ ایڑیاں رگڑنے کے جیسے اپنی پسندیدہ چیز مانگ رہا ہو اس کا دل باقاعدہ بلک رہا تھا۔

اس کا سچ بولنا خود اپنے ہاتھوں سے فجر کو ارحان کو سوہنے کا مترادف تھا۔ اگر وہ سچ نہیں بولتا تو زندگی

بھر پچھتاوے کی آگ میں جلنا تھا کہ اس کہ وجہ سے اس کی محبت پہ الزام لگا۔ وہ محبت جو اس نے

سات پردوں میں چھپا کے رکھی تھی آج یوں رسوا ہو رہی تھی۔

وہ کیا کرتا اس کے دل و دماغ میں ایک جنگ جاری تھی۔

...To be continued

اپنی رائے کا اظہار ضرور کیجئے گا۔۔۔

کیا لگتا ہے ریڈرز کیا ہو گا ماہیر کا فیصلہ؟

کس خطائی سزا پائی

رمشاء مہناز

قسط نمبر 7

(Don't copy without any permission)

وہ باہر آ تو گیا تھا مگر اسے کسی پل چین نہیں مل رہا تھا۔ اس کے اندر لگی آگ لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی تھی۔ اس نے گہری گہری سانسیں لے کر اپنے اندر کی گھٹن کو کم کرنے کی کوشش کی۔ وہ اپنے گھٹنوں پہ ہاتھ رکھ کے جھک گیا یوں جیسے اس سے اپنے پیروں پہ کھڑے ہونا محال ہو رہا ہو وہ وہیں درخت کے تنے سے ٹیک لگا کے بیٹھ گیا اور سوچیں فجر کے ارد گرد ہی چکر لگا رہی تھیں۔ فجر سے اس کی نفرت میں ہر لمحہ گزرنے کے ساتھ اضافہ ہو رہا تھا باہر سے وہ پرد سکون دیکھ رہا تھا مگر اس کے اندر ایک طوفان برپا تھا جو سب کچھ بہا لے جانے کی طاقت رکھتا تھا۔

کچھ دیر بعد اسے اپنے چہرے پہ نمی کا احساس ہوا اس نے نظر اٹھا کے دیکھا تو کالی گھنگھور گھٹاؤں نے آسمان پہ ڈیرا جمالیا تھا اور ہلکی ہلکی بوند باندی شروع ہو چکی تھی اور دیکھتے دیکھتے موسلا دھار بارشوں میں بدل گئی وہ وہیں بیٹھا بھیگتا رہا اس کے اندر سے ہر قسم کا احساس جیسے ختم ہو گیا تھا۔ اب ان بارش کے قطروں میں اس کے آنسو بھی شامل ہو چکے تھے۔

نہی گھٹنے اسے وہاں بیٹھے گزر گئے اس نے اٹھنا چاہا مگر ہر بار قدم گھر کی طرف جانے سے انکاری تھے۔ بالآخر خود کو سنبھالتے وہ کھڑا ہوا اور گھر کی راہ لی۔

گھر پہنچا تو تقریب ختم ہو چکی تھی اور گھر کے اندر سے ہنسنے اور باتیں کرنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ وہ سیدھا اپنے روم میں پہنچا اور کپڑے چینج کرنے با تھر روم میں گھس گیا وہ چینج کر کے باہر نکلا تو سرخ سوجی ہوئی آنکھیں اس کا درد اس کی اذیت چلا چلا کے بیان کر رہی تھیں۔ کمرے میں گھٹن کا احساس بڑھتا جا رہا تھا اس نے جا کے کھڑکی کھول دی باہر اب بھی بادل برس رہے تھے۔ اسی اثناء میں اس کے روم کا دروازہ ناک ہوا۔ وہ اس وقت کسی کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا مگر آنے والا جو کوئی بھی مسلسل دروازہ ناک کر رہا تھا۔

"درد ہو رہا ہے۔ بہت درد ہو رہا ہے نہ لیکن اس درد کا کیا جو تم نے مجھے دیا ہے" ارحان اپنے ہوش و حواس میں نہیں تھا وہ دھاڑ رہا تھا اور اس کے سامنے کھڑی وہ نازک سی لڑکی بری طرح سے سہم چکی تھی۔

شور کی آواز سن کر سب لوگ ان کے پورشن میں جمع ہونا شروع ہو گئے اس وقت سب تائی امی کے پورشن میں جمع تھے تقریب ختم ہونے کے بعد چائے کا دور چل رہا تھا مگر اچانک شور کی آواز سن کر سب پریشان ہو کر اوپر آئے تھے۔

"ارحان کیا کر رہے ہو چھوڑو اسے" عباس صاحب کمرے میں داخل ہوئے تو اندر کا منظر دیکھ کر دنگ رہ گئے۔

"آئیے پایا آپ کو بھی تو پتا چلے آپ کی لاڈلی کیا گل کھلاتی پھر رہی ہے" ارحان نے حقارت سے فخر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اس قدر تذلیل پہ فخر کا دل کٹ کے رہ گیا۔

"میں نے کیا کیا ہے ارحان" فخر نے بمشکل اپنے آنسوؤں پہ قابو پا کے پوچھا۔

"میں بتاتا ہوں تم نے کیا کیا ہے" ارحان نے تلخی سے کہا اور اس کا بازو پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے اسے کمرے سے باہر لے گیا۔ باہر ہال میں سب جمع تھے ارحان نے اس کا بازو چھوڑ کر اسے زمین پہ دھکا دیا وہ لڑکھڑا کر امر کے قدموں میں جاگری۔

امر نے تڑپ کے اپنی بہن کی یہ حالت دیکھی اور آگے بڑھ کر اسے سہارا دے کر اٹھایا۔

"ارحان یہ کیا پاگل پن ہے تمہاری ہمت کیسے ہوئی اسے ہاتھ بھی لگانے کی" امر اپنی بہن کی یہ حالت دیکھ کر غصے سے پاگل ہی تو ہو گیا تھا۔

"یہ آپ اپنی بہن سے پوچھیں جو سب کی آنکھوں میں نہ جانے کتنے عرصے سے دھول جھونکتی آرہی ہے" ارحان بھی جواب میں اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر غرایا۔

"میں نے کچھ نہیں کیا بھائی" فخر امر کے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔ امر سرخ انگارہ آنکھوں سے ارحان کو گھورتا رہا۔

وہاں موجود ہر شخص حیران تھا کہ ارحان کو اچانک کیا ہو گیا کہاں وہ ہر دم فخر فخر کرتے نہیں تھکتا تھا اور آج وہ فخر پہ چلا رہا تھا سب دم بخود تھے۔

"ارحان تم نے کیسے میری بیٹی کو ہاتھ لگایا" جو اد صاحب نے آگے بڑھ کر ارحان کا گریبان پکڑ لیا۔

"میرے گریبان پہ ہاتھ ڈالنے سے بہتر ہے اپنی بیٹی کے کرتوتوں پہ نگاہ ڈالنے وہ کیا کرتی پھر رہی ہے" ارحان نے ان کا ہاتھ ایک جھٹکے سے اپنے کالر سے ہٹایا۔

"ارحان ٹھنڈے دماغ سے بتاؤ کیا ہوا ایسے غصے سے مسئلہ حل نہیں ہو گا" ظہیر تایا نے آگے بڑھ کر ارحان سے نرم لہجے میں کہا۔ ارحان نے ایک ترش نگاہ فخر کے کانپتے وجود پہ ڈالی اس کی آنکھیں رو

رو کے سرخ ہو چکی تھیں پھر اپنی جیب سے موبائل نکال کر وہ تصویریں ان کے سامنے کر دیں۔ ظہیر صاحب موبائل کی اسکرین کی طرف دیکھ کر چند منٹ کے لئے پلکیں جھپکنا بھول گئے تھے۔

سب ارحان اور ظہیر صاحب کی طرف دیکھ رہے تھے کہ نہ جانے ارحان نے انہیں ایسا کیا دکھایا کہ وہ بت کی مانند کھڑے رہ گئے۔

ظہیر صاحب نے پلٹ کر پہلے فجر کی طرف دیکھا جو صرف روئے جا رہی تھی پھر ماہیر کی طرف خونخوار نظروں سے دیکھا جو اس سب سے انجان کھڑا تھا۔

جو اد صاحب نے ارحان کے ہاتھ سے موبائل کے کراپنے سامنے کیا تو وہ جیسے سانس لینا بھول چکے تھے۔ موبائل آہستہ آہستہ سب کے ہاتھوں میں گردش کرتا رہا سب نے دانتوں تلے انگلیاں داب لی تھیں وہ تصویریں فجر اور ماہیر کی قربت کا منہ بولتا ثبوت تھیں۔ موبائل ماہیر کے ہاتھ میں آیا تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی رہ گئیں ایسا تو کچھ نہیں ہوا تھا جو ان تصویروں میں واضح تھا۔

امر نے ماہیر کے ہاتھ سے موبائل لیا تو فجر کے بالوں کو سہلاتا اس کا ہاتھ یکدم ہی تھم گیا اس کے کمرٹ کھا کے فجر کی طرف دیکھا مگر فجر اس سب سے بے نیاز بس روئے جا رہی تھی۔

"ٹھیک ہے تمہیں میری بات پہ یقین نہیں ہے لیکن ماہیر بھائی کی بات پہ یقین تو ہو گا نہ" فخر کے ہاتھ میں امید کا ایک سرا آیا تھا وہ ارحان سے اپنا ہاتھ چھڑا کر ماہیر کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

"ماہیر بھائی آپ بتائیں میں آپ کے روم میں اچانک بیہوش ہو گئی تھی ایسا کچھ نہیں ہے جیسا یہ لوگ سمجھ رہے ہیں" فخر امید سے ماہیر کی طرف دیکھ رہی تھی اور ماہیر سر جھکائے کھڑا تھا۔ وہ لڑکی جو اس کی روح میں سماتی تھی آج اس کے سامنے اپنے کردار کی گواہی کے لئے دامن پھیلائے کھڑی تھی آج وہ اس سے کچھ مانگ رہی تھی تو وہ کیوں سر جھکائے کھڑا تھا۔ اس کی خاموشی پہ فخر کا دل ڈوبنے لگا۔

"ماہیر بھائی آپ بتاتے کیوں نہیں میں بیہوش ہو گئی تھی آپ کے روم میں آپ نے میرے منہ پہ پانی کے چھینٹے ڈالے تھے تاکہ ہوش میں آجاؤں پلیز بتائیں" فخر اس کے سامنے باقاعدہ ہاتھ جوڑے کھڑی تھی۔

"ماہیر بھائی آپ کو خدا کا واسطہ کچھ تو بولیں" فخر نے اپنے گالوں پہ بہنے والے آنسوؤں کو بیدردی سے ہاتھ کی پشت سے رگڑا۔

ماہیر نے نظر اٹھا کر فخر کی طرف دیکھا جو کسی سوالی کی طرح دامن پھیلائے اس کے سامنے کھڑی تھی۔

ماہیر کی نظر ایک کونے میں کھڑی میرب پہ پڑی جو تسلی سے ہاتھ باندھے کھڑی چہرے پہ استہزائیہ مسکان سجائے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

یوں جیسے بتاؤ سچ اور کھودو اپنے ہاتھوں سے اپنی فخر کو۔

"میں نہیں کھونا چاہتا فخر کو" ماہیر کا دل کسی ننھے بچے کی طرح ضد کرنے لگا۔ وہ ایڑیاں رگڑنے کے جیسے اپنی پسندیدہ چیز مانگ رہا ہو اس کا دل باقاعدہ ہلک رہا تھا۔

اس کا سچ بولنا خود اپنے ہاتھوں سے فخر کو ارحان کو سوہنے کا مترادف تھا۔ اگر وہ سچ نہیں بولتا تو زندگی بھر پکھتاوے کی آگ میں جلنا تھا کہ اس کہ وجہ سے اس کی محبت پہ الزام لگا۔ وہ محبت جو اس نے سات پردوں میں چھپا کے رکھی تھی آج یوں رسوا ہو رہی تھی۔

وہ کیا کرتا اس کے دل و دماغ میں ایک جنگ جاری تھی۔

...To be continued

اپنی رائے کا اظہار ضرور کیجئے گا۔۔۔

کیا لگتا ہے ریڈرز کیا ہو گا ماہیر کا فیصلہ؟

کس خطائی سزا پائی

ر مشاء مہناز

(Don't copy with out any permission)

وہ رو رہی تھی مگر اس پتھر دل پہ کوئی اثر نہ ہوا وہ ویسے ہی سر جھکائے کھڑا رہا۔
 "میں سوچ بھی نہیں سکتا ماہیر بھائی آپ ہی میری پیٹھ میں چھرا گھونپیں گے" اس کے اس طرح
 مسلسل چپ رہنے پہ ارحان کا ضبط جواب دے گیا۔

"کیوں مجھے اندھیرے میں رکھا۔۔۔۔۔ بس ایک دفعہ بول دیا ہوتا میں چھوڑ دیتا فخر
 کو۔۔۔۔۔ نہیں چاہیے مجھے ایسی محبت جو میری کبھی تھی ہی نہیں" ارحان کا ایک ایک لفظ اس کے
 دل کی ٹوٹی بکھری حالت بیان کر رہا تھا۔

"ماہیر بھائی آپ کچھ بولتے کیوں نہیں ہیں؟ کیوں نہیں بتا رہے آپ سچ" فخر نے ماہیر کا کار پکڑ کر
 اسے جھنجھوڑا ماہیر نے اس کی طرف دیکھے بغیر نرمی سے اس کے ہاتھ اپنے کار سے ہٹا دیئے فخر کی
 آنکھوں میں تحیر سمٹ آیا وہ حیرت و بے یقینی کی کیفیت میں گھری ماہیر کو دیکھتی رہی
 "اور کتنا جھوٹ بولو گی فخر۔۔۔۔۔ ماہیر بھائی کچھ نہیں بولیں گے کیونکہ ان کے پاس بولنے کے
 لئے کچھ ہے ہی نہیں" ارحان نے اس کے بالوں کو اپنی مٹھی میں جکڑ کر اپنے سامنے کھڑا کیا۔

[illegible]

ماہیر نے تڑپ کے سر اٹھا کے فجر کو دیکھا جو آنکھوں میں اجنبیت لئے ارحان کو تنکے جا رہی تھی۔
 "ارحان۔۔۔۔" ماہیر نے فجر کو ارحان کی مضبوط گرفت سے آزاد کرایا۔

"چھوڑو اسے بیوی ہے میری۔۔۔ میں چاہے اس کے ساتھ جیسا بھی سلوک کروں تمہیں بیچ میں آنے کی کوئی ضرورت نہیں ورنہ جان لے لوں گا تمہاری" ارحان نے ماہیر کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے دھکیلا۔

آج خون کے سارے رشتے پر اے ہو چکے تھے اس کے ماں باپ بھائی تینوں اس سے انجان کھڑے تھے وہ تکلیف میں تھی زور زور سے رونا چاہتی تھی مگر آواز جیسے بند سی ہو گئی تھی۔

"ماہیر بھائی آپ بتا کیوں نہیں دیتے" فجر حلق کے بل چلائی۔

"وہ کچھ نہیں بتائے گا کیوں کہ اس کے پاس بتانے کے لئے کچھ نہیں ہے" ارحان نے فجر کے بالوں کو پکڑ کر جھٹکا دیا۔

"ہاں کرتا ہوں میں اس سے پیار۔۔۔۔۔ طلاق دو فجر کو اور بات ختم کرو" ماہیر نے میرب کی طرف دیکھ کر پر سکون لہجے میں کہا مگر دوسری طرف وہ فجر کا سکون برباد کر چکا تھا۔

"ماہیر بھائی پاگل ہو گئے ہیں آپ میں ارحان کی بیوی ہوں" فجر کو سمجھ نہیں آرہی تھی یہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔

"تم کیا سمجھتے ہو میں اتنی آرام سے فجر کو طلاق دے دوں گا" ارحان کے چہرے پہ ایک درد بھری مسکراہٹ پھیلی ماہیر نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا۔

"نہیں ارحان۔۔۔۔۔" فجر کے دل میں پھیلنے والے درد کا اندازہ کوئی نہیں لگا پا رہا تھا۔

"بھول ہے تمہاری میں کبھی فجر کو طلاق دوں گا" ارحان نے طنزیہ ہنستے ہوئے کہا۔

"مجھے طلاق نہیں چاہیے ارحان" فجر کی ہمت جواب دے رہی تھی ارحان نے ایک نظر فجر کی طرف دیکھا اور پھر جو اد صاحب سے مخاطب ہوا۔

"بڑے پاپا اگر آپ نے کل ہی فجر کی رخصتی کرنی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ یہ عمر بھر میرے نام پہ بیٹھی رہے گی لیکن میں اسے طلاق ہرگز نہیں دوں گا" ارحان نے ایک کاٹ دار نظر فجر کے وجود پہ ڈالتے ہوئے کہا۔

فجر کسی مجرم کی طرح سر جھکائے کھڑی تھی ایسا مجرم جو گناہ نہ کر کے بھی گناہگار قرار دیا گیا تھا۔

"ارحان تم اب بھی اس لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہو تمہاری آنکھوں کے سامنے یہ تمہیں دھوکا دیتی رہی تم پھر بھی اپنا رہے ہو" شمائلا بیگم جو کافی دیر سے خاموش کھڑی یہ سارا منظر دیکھ رہی تھیں آخر ان سے رہا نہ گیا تو وہ بھی بول پڑیں وہ تو پہلے ہی فجر کو بہو بنانے کے مخالف تھی۔

"امی میں اپنے فیصلے سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹوں گا" ارحان نے مضبوط لہجے میں کہا۔

ماہیر حیرت کے سمندر میں غوطہ زن تھا ارحان کی نظروں میں فجر کا کردار مشکوک بنا کر بھی وہ خالی ہاتھ کھڑا تھا ارحان فجر سے دستبردار ہونے کو تیار ہی نہیں تھا۔

ماہیر کی حالت اس جواری کی سی تھی جو جوئے میں اپنی آخری جمع پونجی بھی ہار چکا ہو اور ماہیر بھی ہار چکا تھا اپنی پاکیزہ محبت اب اس کی محبت پاکیزہ نہیں رہی تھی وہ اسے بھری دنیا کے سامنے رسوا کر چکا تھا ایسی رسوائی جو صرف فجر کا مقدر بنی تھی ایک طرف محبت کو ہارنے کا دکھ تو دوسری طرف اپنی آنکھوں سے اپنی محبت کو رسوا ہوتے دیکھنے کا دکھ کوئی اس وقت ماہیر سے پوچھتا جو اپنے ہاتھوں سے سب کچھ لٹا کے کھڑا تھا۔

"میں رخصتی کی تیاری کرتا ہوں" جواد صاحب نے سر جھکائے کہا اور اٹھ کر وہاں سے چلے گئے۔

ارحان چہرے پہ پھر تیلے تاثرات لئے کھڑا مگر اس کا دل تو خون ہو چکا تھا کوئی اس دیوانے سے اس کے دل کی حالت پوچھتا تو شاید وہ اپنا دل چیر کے دکھا دیتا مگر وہ اپنے ٹوٹے بکھرے وجود کو سنبھالے ہوئے تھا اس کا وجود فنا ہو چکا تھا۔

ماہیر کو وہاں کھڑے رہنا مشکل لگنے لگا وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔
سب ایک ایک کر کے وہاں سے چلے گئے۔

[illegible]

"عادت ڈال لو ان آنسوؤں کی اب تمہیں ہر قدم پہ صرف کانٹے ہی بچھے ہوئے ملیں گے جب تکلیف سے تمہاری آنکھوں میں آنسو آئیں گے تو تمہیں رونے بھی نہیں دوں گا" ارحان نرمی سے اس کے چہرے سے آنسو صاف کرتے ہوئے بول رہا تھا وہ سیاہ آنکھیں ایک بار پھر برسنے کو بیتاب ہو رہی

تھیں اس کا دل کیا اسی ظالم شخص کے سینے سے لگ کر اپنے سارے آنسو بہا ڈالے مگر نہیں وہ اپنے اور اس کے بیچ صدیوں کا فیصلہ بنا چکا تھا ایسا فاصلہ جو چاہ کے بھی اب پار نہیں ہو سکتا۔

ارحان کے دل میں شک کا ناگ کھنڈ لی مارے بیٹھ گیا تھا۔ ارحان کا دل اس کے سامنے سر پہنچنے کے تھک گیا تھا کہ فخر اسے دھوکا نہیں دے سکتی وہ ایسی نہیں ہے مگر وہ تو دل کی بات پہ کان دھرے بغیر آنکھوں دیکھی یہ یقین کر رہا تھا۔

"ارحان۔۔۔۔۔۔!" فخر نے تڑپ کے اسے پکارا۔

"شش۔۔۔۔ ایک لفظ بھی نہ کہنا" ارحان نے اپنی انگلی فجر کے فجر کے ہونٹوں پر رکھتے ہوئے کہا کہا جہاں سے اب بھی خون رس رہا تھا فجر کو اپنی سانسیں تھمتی ہوئی محسوس ہوئیں اس شخص کا لمس اسے ہمیشہ پاگل کر دیتا تھا مگر آج۔۔۔۔۔

آج جیسے فجر کو اس لمس سے اجنبیت کا احساس ہوا۔

"بہت تکلیف دی ہے تم نے مجھے" ارحان اس سیاہ آنکھوں میں بھوری آنکھیں ڈالے بے تاثر لہجے میں بول رہا تھا۔

[illegible]

"جاؤ یہاں اور میری ہونے کہ تیاری کرو۔"

"ارحان۔۔۔۔۔" فجر نے اس کا ہاتھ تھاما مگر اس نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑایا اور ایک ایک لفظ پہ زور دے کر کہا۔

"جاؤ یہاں سے" فجر نفی میں سر ہلاتی ہوئی دو قدم پیچھے ہٹی اور وہاں سے بھاگتی ہوئی نیچے اپنے روم میں چلی گئی۔

اپنے کمرے میں آکر بیڈ پہ گر کے وہ زار و قطار رو دی۔

"کوئی بھی کیوں مجھ پہ یقین نہیں کر رہا میں نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا میں کیسے سمجھاؤں ارحان کیوں میری بات نہیں سن رہا اور ماہیر بھائی وہ ایسا کیوں بول رہے ہیں وہ سچ بتا کیوں نہیں دیتے۔" ہزاروں سوچیں ہزاروں باتیں اس کے دماغ میں چل رہی تھیں جس کا جواب اس وقت اس کے پاس نہیں تھا۔

"مما بابا اور بھائی کو تو میری بات پہ یقین کرنا چاہیے" ایک بار پھر اسے روشنی کی ہلکی سی رفق دکھائی دی تھی وہ بیڈ سے اٹھی اور اسی بکھرے حلیے میں جو اد صاحب کے کمرے کی طرف بڑھی۔ اس وقت کمرے میں جو اد صاحب مہربانہ اور امریتوں خاموشی سے سر جھکائے بیٹھے تھے۔

"بابا۔۔۔۔۔" فجر نے انہیں ڈرتے ڈرتے پکارا۔

تینوں نے بیک وقت سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔

"مما اس سے بولیں یہ یہاں سے چلی جائے مجھے اس کی شکل بھی نہیں دیکھنی" امر نے اس کی طرف نفرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"بھائی پلیز آپ تو میری بات کا یقین کریں" فجر چلتی ہوئی امر کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

"بابا تمہارے اور ارحان کے نکاح کے خلاف تھے تو میں نے تمہارا ساتھ دیا تھا میں اپنے بابا کے سامنے کھڑا ہو گیا تھا تمہارے لئے اور تم نے کیا کیا ہمارا سر ہی شرم سے جھکا دیا ہمیں کہیں منہ دکھانے کے لائق نہیں چھوڑا" امر اس پہ بری طرح برس رہا تھا اور وہ صفائی میں ایک بار پھر کچھ نہیں بول پائی کوئی اسے کچھ کہنے کا موقع ہی نہیں دے رہا تھا۔

"کیا کئی تھی ہماری یا ارحان کی محبت میں جو تم ماہیر کی طرف متوجہ ہوئیں" امر کے الفاظ اس کے دل پہ چھریاں چلا رہے تھے اس کا دل کیا ز میں پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔

"بھائی خدا کے لئے میرے لئے ایسے الفاظ استعمال نہیں کریں" وہ لمحہ لمحہ زمین میں دھنستی جا رہی تھی۔

"اس وقت تم جاؤ یہاں سے" مہربانوں نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

"مما بابا سے بولیں نہ مجھ سے بات کریں وہ میری طرف دیکھ بھی نہیں رہے" وہ ان سب کے سامنے ہاتھ جوڑے گڑ گڑا رہی تھی مگر سب پتھر کے بن چکے تھے۔

جو اد صاحب اس سے منہ موڑے بیٹھے تھے ایک بار بھی اس کی طرف پلٹ کے نہ دیکھا۔

"چلی جاؤ یہاں سے تم نے کوئی کمی نہیں چھوڑی ہے ہمیں بدنام کرنے میں" مہربانوں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کمرے سے باہر دھکیل دیا۔

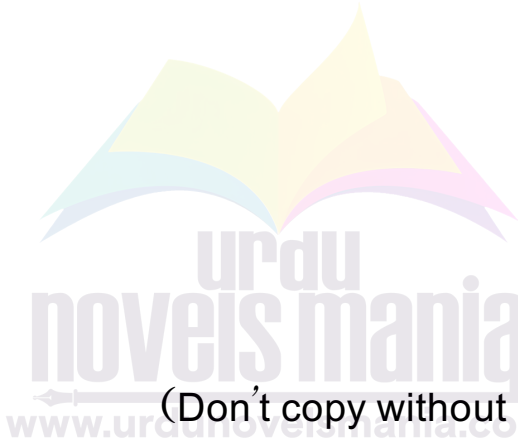
وہ شکستہ قدموں سے چلتی ہوئی ایک بار اپنے کمرے میں آکر زمین پہ بیٹھ کے رونے لگی۔

کچھ دیر بعد وہ اٹھی اور درازوں میں کچھ تلاش کرنے لگی وہ دیوانہ وار تلاش کر رہی تھی مگر اسے نہیں مل رہی تھی آخر کار جب وہ ہمت ہارنے لگی تو اسے نیند کی گویوں کی شیشی نظر آہی گئی اس نے کانپتے ہاتھوں سے اسے اٹھایا۔

کیا فائدہ ایسے جینے سے جب اس کے اپنوں کو ہی اس پہ یقین نہیں تھا۔ وہ سب کی شک بھری نظروں کا سامنا نہیں کر پار رہی تھی پاکیزہ ہوتے ہوئے بھی وہ بد کردار کہلائی جا رہی تھی وہ کیا کرتی اس کے لئے کہیں پناہ نہیں تھی وہ کہاں جاتی کس کے پاس جاتی جو اسے تسلی کے صرف دو بول ہی دے دیتا اس نے ڈھیر ساری گولیاں شیشی سے نکال کر اپنی شفاف ہتھیلی پہ ڈالیں اس کے آنسو اس کی ہتھیلی میں جذب ہو رہے تھے۔

.....To be continue

اپنی قیمتی رائے کا اظہار ضرور کیجئے گا۔
کیا اب بھی ماہیر سب کچھ سچ بتا سکتا ہے؟
یا سب لوگ کھودیں گے فجر کو؟



کس خطائی سزا پائی

ر مشاء مہناز

قسط نمبر 9

(Don't copy without any permission)

خود کشی، عشق، فنا، قتل یا پھر ترکِ وفا
کچھ بھی کر سکتی ہے جذبات میں آئی لڑکی

لیکن نہیں وہ ایسے کیسے مر سکتی تھی اپنی بے گناہی ثابت کیئے بغیر وہ کیسے جاسکتی تھی اس نے آپسے ہاتھ سے گولیاں دور اچھال دیں اور گھٹنوں میں سر دیئے ایک بار پھر پھوٹ پھوٹ کے رونے لگی وہ ٹوٹ کے ریزہ ریزہ ہو چکی تھی مگر اس کے پاس کوئی نہیں تھا اسے سنبھالنے کے لئے وہ کسی کے کندھے پہ سر رکھ کے رونا چاہتی تھی کوئی تو ایسا ہو جو اسے صرف دو بول تسلی کے دے سکے اس سے یہ کہہ سکے مجھے تم پہ یقین ہے مگر اس کے آس پاس ایسا کوئی نہیں تھا درحقیقت سب نے اسے توڑنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔

کم از کم ماں باپ کو تو اپنی تربیت پہ بھروسہ ہونا چاہیئے مگر وہ بھی اسے سمجھ نہ سکے اسی غم نے اسے توڑ کے رکھ دیا۔

اور ارحان وہ تو اس سے محبت کے دعوے کرتا تھا مناسب گھر والوں سے لڑ کر اس سے نکاح کیا تھا تو اب کیوں وہ اس پہ یقین نہیں کر رہا تھا اس کی محبت اتنی کھوکھلی تھی اتنی ناپائیدار ایک زرا سی ٹھیس پہ ریزہ ریزہ ہو گئی۔

سوچتے سوچتے اس کا دماغ ماؤف ہو گیا تھا مگر امید کی کوئی کرن نہ دیکھی ایسے ہی آنکھوں آنکھوں میں رات کٹ گئی۔ وہ رات جو نہایت اذیت ناک تھی جس رات کے بارے میں اس نے خواب میں

بھی نہ سوچا وہ رات اس پہ بیت چکی تھی ساری رات وہ بے سدھ ایک ہی پوزیشن میں بیٹھی رہی تھی
سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے عاری کوئی بے جان وجود۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

صبح کاذب کا ہلکا ہلکا اجالا پھیل چکا تھا پر ندوں کی چہچہاہٹ ماحول کو ایک الگ ہی رنگ دے رہی تھی۔ آج اس کی زندگی میں سب کچھ بدلنے والا تھا د کھوں کی ایک نئی داستان رقم ہونے جا رہی تھی وہ دکھ جو کل رات کے بعد اس کی زندگی میں لکھ دیئے گئے تھے۔ آج تو اس کے لئے خوشی کا دن ہونا چاہیے تھا مگر نہیں اس کا دل کسی انجانے خدشے کے پیش نظر ڈر رہا تھا اسے ارحان سے ڈر لگ رہا تھا اس کی آنکھوں میں چھپی اپنے لئے بے اعتنائی سے ڈر لگ رہا تھا۔

اس نے نظر اٹھا کر کھڑکی کے پار ابھرتے سورج کو دیکھا کچھ ہی دیر میں اجالا پھیلنے والا تھا ایسا اجالا جو اس کی قسمت میں سیاہی بھر دے گا اس نے کرب سے آنکھیں میچ لیں۔

کل تک جس گھر میں خوشی کے شادیاں بچ رہے تھے آج وہاں موت کا سناٹا چھایا تھا۔ آج مومنہ اور امر کی بارات تھی تو اس کے ساتھ ہی فخر کی رخصتی بھی طے کر دی گئی تھی مگر سب خاموش تھے ایک دوسرے سے نظریں چرا رہے تھے اور ماہیروہ تو کل رات سے ہی گھر نہیں لوٹا جانے کہاں

کہاں کی خاک چھان رہا تھا اب وہ شاید خود سے بھی نظریں ملانے کے قابل نہیں رہا تھا اس نے جو بھی کیا تھا وہ ناقابل معافی تھا اب وہ زندگی بھر فجر کے سامنے سر نہیں اٹھا سکتا تھا۔

ارحان الگ کل رات سے اپنے کمرے میں ہی بند تھا نہ وہ باہر نکلا اور نہ کسی سے بات کی وہ ساری رات ٹوٹا اور جڑتا رہا تھا اپنی آنکھوں پہ بے اعتباری کی پٹی باندھے کسی کی زندگی جہنم بنانے جا رہا تھا۔

دوپہر میں مہربانو فجر کے روم میں اس کی شادی کا جوڑا لے کر گئیں۔

"اٹھو یہ کپڑے چیلنج کر لو تمہیں مومنہ کے ساتھ پار لڑ جانا ہے" مہربانو نے اس سے سرد لہجے میں کہا

فجر نے اپنے گھٹنوں سے سر اٹھا کر انہیں دیکھا اس کے دل میں ایک ٹیس سی اٹھی۔

"مجھے کہیں نہیں جانا" فجر نے اپنے آنسوؤں پہ قابو پاتے ہوئے کہا مہربانو غصے سے اس کی طرف پلٹیں۔

"بہت تماشا بنا دیا ہے تم نے ہمارا مزید تماشا مت بناؤ اگر ہمارا زرا سا بھی احساس ہے تمہیں تو اٹھو اور جا کے کپڑے چیلنج کرو" انہوں نے درشتی سے کہا اور اس کی طرف ایک قہر آلود نظر ڈال کر کمرے سے باہر چلی گئیں۔

فجر نے خالی خالی نظروں سے بیڈ پہ پڑے سرخ جوڑے کو دیکھا جو اس کی بربادی کا سامان تھا وہ خاموشی سے اٹھی اور کپڑے اٹھا کر واش روم میں گھس گئی جب وہ نہا کر کپڑے پہن کر باہر نکلی تو مہربانواس کی منتظر تھیں انہوں نے ایک نظر اس کی سرخ سوچی ہوئی آنکھوں پہ ڈال کر نظریں پھیر لیں۔

"چلو نیچے ماحد اور مومنہ انتظار کر رہے ہیں" انہوں نے فجر کو تیار دیکھ کر اسے نیچے چلنے کا کہا فجر خاموشی سے سر جھکائے ان کے پیچھے چلنے لگی وہ دونوں نیچے پہنچی تو مومنہ اور ماحد ان کا ہی انتظار کر رہے تھے ساتھ میں ظہیر تایا اور سائرہ تائی بھی تھے فجر ڈر کے مزید خود میں سمٹ گئی وہ کچھ نہ کر کے بھی خود کو مجرم تصور کر رہی تھی مگر دونوں نے آگے بڑھ کر اس کے سر پہ شفقت سے ہاتھ پھیرا فجر کی آنکھیں نہ چاہتے ہوئے بھی چھلک گئیں۔

"جاؤ بیٹا دھیان سے" ظہیر صاحب نے ماحد سے کہا ماحد نے اثبات میں سر ہلایا اور ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔

راستے بھرتیوں کے بیچ خاموشی حائل رہی فجر خاموشی سے سر جھکائے بیٹھی اپنے ہاتھوں کی لکیروں کو گھور رہی تھی۔

ماحد نے مومنہ کو اشارہ کیا۔

"تم بولو" مومنہ نے نفی میں سر ہلادیا۔

ماحد نے گاڑی سڑک کے کنارے پہ روکی اور پیچھے پلٹ کر مومنہ اور پھر فخر کی طرف دیکھا۔
 "فخر۔۔۔۔۔!" ماحد نے آہستہ سے اسے پکارا مگر فخر پہ کوئی اثر نہ ہوا وہ ایسے ہی سر جھکائے بیٹھی رہی۔

"فخر-----!" اس بار مومنہ نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر اسے بلایا فخر نے چونک کر سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔

"کیا ہوا؟" فخر نے گاڑی رکی دیکھ کر پوچھا۔

"وہ تم سے بات کرنی تھی" ماحد نے کہا۔

"کیا" فجر نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

اگر تم یہ شادی نہیں کرنا چاہتی تو ہمیں بتاؤ ہم تمہارا ساتھ دیں گے ہم ماہیر بھائی کو ابھی فون کرتے ہیں وہ آ کے تمہیں لے جائیں گے" مومنہ نے اس کی طرف دیکھ کے سنجیدگی سے کہا فجر نے تھکے تھکے سے انداز میں ان دونوں کی طرف دیکھا۔

"تم دونوں کو بھی یہی لگتا ہے تم لوگوں کو بھی مجھ پہ بھروسہ نہیں ہے؟ میں پیار کرتی ہوں ارحان سے شوہر ہے وہ میرا۔۔۔۔۔ تم لوگ ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہو" فجر نے افسوس سے گردن جھکائے کہا۔

"اور تمہارا بھائی۔۔۔۔۔ صرف نفرت کرتی ہوں میں اس سے اتنی نفرت میں اپنی زندگی میں کسی سے نہیں کی جتنی نفرت ماہیر بھائی سے کرتی ہوں" فجر نے روتے ہوئے کہا اس کے زخم پھر سے کرید دیئے گئے تھے دونوں خاموشی سے ایک دوسرے کا چہرہ دیکھنے لگے کیا سچ تھا اور کیا جھوٹ کوئی بھی فیصلہ نہیں کر پارہا تھا ماحد نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کے گاڑی دوبارہ اسٹارٹ کی مومنہ نے ہمدردی سے فجر کی طرف دیکھا جو سر جھکائے اپنے آنسو پی رہی تھی۔

ماحد ان دونوں کو پار لے کے باہر اتار کر اپنے کام سے چلا گیا۔

"آپ ماہیر کو فون کر کے معلوم تو کریں وہ کہاں ہے کل رات سے گھر نہیں آیا" سائرہ بیگم نے ظہیر صاحب سے پریشان لہجے میں کہا۔

"جہاں بھی ہے رہنے دو اگر وہ میرے سامنے آیا تو میں خود اس کا گلابادوں گا" ظہیر صاحب نے غصے سے کہا ان کا بس نہیں چل رہا تھا ماہیر کو گولی سے اڑا دیں۔

"اس کی بہن کی شادی ہے اگر وہ ہی شادی میں شرکت نہیں کرے گا تو خاندان والے ہزار باتیں بنائیں گے۔ آپ پلیز اسے فون کر کے گھر آنے کا بولیں" سائرہ بیگم نے انہیں رسان سے سمجھاتے ہوئے کہا وہ جانتی تھیں یہ نازک صورت حال غصے اور اشتعال انگیزی سے حل نہیں ہوگی۔

"ٹھیک ہے" ظہیر صاحب نے ان کی بات سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلادیا اور موبائل نکال کر ماہیر کو فون ملانے لگے بیل جا رہی تھی مگر وہ ریسو نہیں کر رہا تھا بالآخر کافی دیر بعد اس نے فون اٹھا لیا۔

"السلام وعلیکم بابا" ماہیر نے فون اٹھا کر نیند میں ڈوبے لہجے میں کہا کال رات وہ گھر سے نکلنے کے بعد جانے کتنی دیر تک سڑکوں پہ گاڑی بے مقصد دوڑاتا رہا بار بار اس کی آنکھوں کے سامنے فجر کا معصوم چہرہ آجاتا اور وہ ندامت کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب جاتا مگر وقت گزر چکا تھا اب وہ خالی ہاتھ تھا ساری رات اپنے ضمیر کی عدالت میں کھڑے ہونے کے بعد وہ تھک ہار کے اپنے ایک دوست کے فلیٹ میں چلا گیا اور شاید اس وقت بیٹھے بیٹھے سو گیا تھا اس نے ہڑبڑا کے فون کی بیل پہ آنکھ کھولی۔

"اگر آوارہ گردیاں ختم ہو گئی ہے صاحبزادے تو گھر واپس آجاؤ تمہاری بہن کی شادی ہے" ظہیر صاحب نے سخت لہجے میں کہا۔

"جی میں آتا ہوں" ماہیر نے اپنا سر صوفے کی پشت سے لگا کر آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا دوسری طرف ظہیر صاحب نے غصے سے کال کاٹ دی۔

کچھ دیر بعد ماہیر گھر پہنچا تو سارہ بیگم اس کی منتظر تھی وہ اس کو دیکھتے ہی اس کی طرف لپکیں۔
 "کہاں تھے تم کل رات سے؟ کچھ کھایا تم نے؟ دیکھو کیا حالت بنالی ہے تم نے اپنی" سارہ بیگم نے اسے اپنے سامنے دیکھ کر ایک ساتھ کئی سوالات کر ڈالے ماہیر کا بکھرا بکھرا حلیہ ان کی نظروں سے چھپا نہ رہ سکا۔

"ٹھیک ہوں میں" ماہیر نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں زرا اوپیوپیہ آرینجمنٹ دیکھنے جا رہا ہوں" ماہیر جلد بازی میں کہتا ہوا ان کے سامنے سے نکل گیا اگر وہ ان کے سامنے کچھ دیر اور کھڑا رہتا تو شاید خود سے قابو کھودیتا۔

www.urdu novels mania.com

ہال میں سب مہمان آچکے تھے امر اور مومنہ کا نکاح ہو رہا تھا کچھ دیر بعد دونوں کو ساتھ میں بٹھادیا گیا رسمیں شروع ہو چکی تھیں سرخ رنگ کے شرارے میں ملبوس مومنہ کوئی کانچ کی گڑیا لگ رہی تھی امر بھی کسی ریاست کے شہزادے سے کم نہیں لگ رہا تھا۔

کچھ دیر بعد فجر کو لا کے ارحان کے برابر میں بٹھادیا گیا سرخ اور کریم کالر کے امتزاج سے بنا لہنگا پہنے وہ کوئی حور ہی لگ رہی تھی اس پہ روپ آج ٹوٹ کے برساتھا جو بھی دیکھتا دد سیئے بغیر نہیں رہ پارھا تھا اور ارحان اس کے برابر میں بالکل سنجیدہ بیٹھا تھا۔

دور کھڑے ماہیر نے زخمی نظروں سے فجر کے سب سے سنورے روپ کو دیکھا درد کی ایک لہر سی اسے اپنے دل میں اٹھتی محسوس ہوئی اس نے بے اختیار ہی نظریں جھکا لیں۔

"تکلیف ہو رہی ہے نہ" جانے کب میرب ماہیر کے عقب میں آکھڑی ہوئی ماہیر نے چونک کر پیچھے پلٹ کے دیکھا۔

"بہت تکلیف ہو رہی ہو گی اپنی محبت کو اپنی آنکھوں کے سامنے کسی اور کا ہوتے دیکھ کر" میرب اس کے زخموں پہ نمک چھڑک رہی تھی ماہیر غصے سے بل کھا کے رہ گیا اگر اتنے لوگوں کی موجودگی کا خیال نہ ہوتا تو ابھی میرب کا دماغ صحیح کر چکا ہوتا۔

"تمہارے لئے بہتر ہو گا اپنے کام سے کام رکھو" ماہیر نے ایک بیزار سی نگاہ اس پہ ڈالتے ہوئے کہا۔

"کیوں جھوٹ بولا آپ نے؟" میرب نے ایک جتنا سی نظر سے اسے دیکھا اس کا یہ انداز ماہیر کو چونکا گیا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا" ماہیر نے کھوجتی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"میرا مطلب تو بہت صاف اور واضح ہے کی آپ نے بچاری فجر کے بارے میں غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ اب آپ خود ہی دیکھیں نہ وہ لوگوں کے کیسے کیسے رویوں کا سامنا کر رہی ہے" میرب نے اسٹیک پہ سر جھکائے بیٹھی فجر کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"تم کیسے جانتی ہو" ماہیر نے اس کی طرف مشکوک نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اب کیا ہے آپ نے صحیح سوال" میرب اس کی حالت سے لطف و اندوز ہو رہی تھی۔

"میں نے ہی فجر کو آپ کے روم میں بھیجا تھا لیکن اس سے پہلے میں نے ایک کام کیا تھا اس کو جو س پلایا تھا اور ٹرسٹ می جو س میں نے کچھ نہیں ملایا تھا" میرب نے دل جلادینے والی مسکراہٹ کے ساتھ کہا ماہیر کے سر پہ جیسے کوئی دھماکہ ہوا ہو وہ پھٹی پھٹی نظروں سے میرب کی طرف دیکھ رہا تھا اس لمحے اسے اپنی سامنے کھڑی لڑکی سے شدید نفرت محسوس ہوئی۔

"تم میری سوچ سے بھی زیادہ گری ہوئی لڑکی ہو" ماہیر نے ایک ایک لفظ چبا کے کہا۔

"مجھے کچھ بھی بولنے سے پہلے اپنے گریبان میں جھانکیئے اگر میں نے فجر کے ساتھ برا کیا ہے تو آپ

نے بھی اس کے ساتھ اچھا نہیں کیا۔۔۔۔۔ کیوں نہیں بتایا آپ نے سچ جب وہ آپ کے سامنے

کھڑی اپنی عزت کی بھیک مانگ رہی تھی۔۔۔۔۔ کیوں چپ رہے تھے آپ؟ آگے بڑھ کے گواہی

دیتے اصل بات تو یہ ہے آپ ایک خود غرض انسان ہیں جو صرف خود سے پیار کرتا ہے "میرب اسے آئینہ دکھا رہی تھی اور وہ سن سا کھڑا اسے سن رہا تھا۔

"جھگڑا تمہارا اور میرا تھا تم فجر کو بیچ میں کیوں لائیں "ماہیر نے کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورا۔

"میں نہیں لائی فجر کو فجر تو ہمارے بیچ میں ہمیشہ سے تھی "میرب نے آنکھوں میں آنے والی نمی کو پیتے ہوئے کہا۔

"آپ کیا سمجھے تھے ارحان بھائی فجر کو چھوڑ دیں گے۔۔۔۔ میں بہت اچھے سے واقف ہوں اپنے بھائی کی عادت سے جو چیز ان کی ہے نہ وہ اسے کبھی نہیں چھوڑیں گے چاہے وہ چیز فالتو سامان کی طرح کسی کونے میں پڑی رہے "میرب نے تلخ لہجے میں کہا اور وہاں سے چلی گئی پیچھے ماہیر کسی بارے ہوئے شخص کی طرح وہاں کھڑا رہ گیا۔

سب لوگوں کی زبان پہ فجر کی اس اچانک رخصتی کے بارے میں سوالات تھے۔

"ارحان کی اسلام آباد میں جاب ہے تو اب اس کو اتنی لمبی چھٹی نہیں مل سکتی تو ساتھ ہی رخصتی کر دی" وہ لوگ لوگوں کو مطمئن کر کر کے تھک چکے تھے بالآخر تقریب بخیر و عافیت تمام ہوئی تو سب لوگوں نے گھر کی راہ لی۔

گھر پہنچ کر مومنہ کا شاندار استقبال ہوا اور اسے نہایت پیار اور مان سے جگہ عروسی میں پہنچا دیا گیا۔ جبکہ فجر کے استقبال کے لئے چچا جان کے پورشن میں کوئی موجود نہیں تھا سارہ تائی فجر کو ارحان کے کمرے میں چھوڑ کر چلی گئیں۔ فجر نے کمرے میں داخل ہو کر کمرے کی ابتر حالت دیکھی فرش پہ جگہ جگہ کشن اور تکیے بکھرے پڑے تھے جیسے رات بھر کمرے میں موجود چیزوں پہ اپنا غصہ نکالا گیا ہو۔

وہ اپنا لہنگا سنبھالتی ہوئی اٹھی اور کشن اور تکیے اٹھا کر جگہ سے لگانے لگی کچھ دیر بعد کمرہ اپنی اصل شکل میں لوٹ آیا وہ ارحان کا انتظار کرتی رہی مگر وہ جانتی تھی ارحان نہیں آئے گا پھر بھی ایک موہوم امید کے سہارے وہ اس کا انتظار کر رہی تھی مگر وہ نہیں آیا۔

اس کی نظریں دروازے پہ جمی تھیں اس کی سیاہ آنکھوں میں بار بار آنسو ماڈ رہے تھے مگر اب وہ رورو کے بھی تھک چکی تھی اس نے خود کو حالت کے دھارے پہ چھوڑ دیا وہ کل پوری رات کی جاگی ہوئی تھی اور اعصابی اور جسمانی طور پہ بے حد تھک چکی تھی اس لئے بیٹھے بیٹھے سو گئی۔

.....To be continue

Next Thursday inshallah

اپنی رائے کا اظہار ضرور کیجیئے گا۔

کیا کبھی قبول کر پائے گا ارحان فجر کو؟

یا ماہیر بتادے گا سچ؟

ماہیر اور میرب کی شادی ہونی چاہیئے یا نہیں؟

اس ناول کو پوسٹ کرنے کا مجھ سے بہت سے ریڈرز نے کہا تھا کچھ نے انباکس اور کچھ نے کمنٹس میں اسی لیئے یہ ناول اسٹارٹ کیا۔۔۔ ورنہ میرا کوئی ی اور کرنے کا ارادہ تھا۔۔۔ ان شاء اللہ آج ہی یہ ناول ختم کر دوں گی اگلی قسط دوپہر میں جب ٹائی می ملے۔۔۔

کس خطائی سزا پائی

ر مشاء مہناز

#قسط نمبر 10

(Don't copy with out any permission)

صبح جب اس کی آنکھ کھلی تو خالی کمرہ دیکھ کر اس کی آنکھیں ایک بار پھر بھر آئیں ارحان ساری رات گھر نہیں لوٹا تھا جانے وہ کہاں کہاں کی خاک چھان رہا تھا اس کی آنکھیں برسے کو بے تاب ہو رہی تھیں اسے اپنی آئندہ زندگی کے بارے میں سوچ کر وحشت ہونے لگی کیسے یقین دلائے گی وہ ارحان کو

ابھی وہ سوچوں میں غلطیاں تھی کہ دروازہ ایک ہلکی سی آہٹ کے ساتھ کھل گیا اس نے نظر اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا ارحان اس کی طرف ایک نظر بھی ڈالے بغیر سیدھا الماری کی طرف بڑھ گیا سرخ سوچی ہوئی آنکھیں اور بکھرا بکھرا اساحلیہ اس کے رات بھر جاگنے کی چغلی کھا رہی تھیں اس نے اپنا ایک ڈریس نکالا اور فریش ہونے چلا گیا فجر خالی خالی آنکھوں سے ارحان کو تکتی رہی مگر اس نے اس کی طرف دیکھا اور نہ ہی کوئی بات کی یہی بات اسے کانٹے کی طرح چبھ رہی تھی۔

کچھ دیر بعد ارحان باتھ روم سے نکلا تو فجر خاموشی سے اپنا لہنگا سنبھالتی ہوئی اٹھی اور اپنے کپڑے لے کر باتھ روم میں گھس گئی جب وہ نہا کے نگی کے تو ارحان آئینے کے سامنے کھڑا اپنے بال بنا رہا تھا فجر کے گیلے بال اس کی پشت پہ بکھرے تھے جس میں سے اٹھنے والی مسحور کن خوشبو نے ارحان کو اپنی طرف متوجہ کیا ارحان نے پلٹ کر فجر کی طرف دیکھا ہلکے گلابی رنگ کے کپڑوں میں ملبوس گیلے بال شانوں پہ بکھرائے وہ کسی اور ہی دنیا کی باسی لگ رہی تھی اس پہ اس کی بڑی بڑی سیاہ آنکھیں دیکھنے والے کو جیسے اپنے سحر میں جکڑ لیتیں ارحان اندازہ نہیں کر پا رہا تھا اس کے کپڑوں کا رنگ زیادہ گلابی ہے یا چہرے کا۔

اس کی آنکھوں کا وہی رنگ ہے جھیلوں جیسا
خاص جڑگوں میں قبائل کی دلیلوں جیسا

ارحان کو مسلسل اپنی طرف تکتا پا کر فجر نے چونک کر ارحان کی طرف دیکھا پل بھر کو سیاہ آنکھیں
بھوری آنکھوں سے ٹکرائیں تھیں ارحان نے فوراً نظروں کا زاویہ بدل لیا۔

فجر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اس کی طرف بڑھی فجر کا عکس آئینے میں ابھرا تو ارحان کا بالوں کو سیٹ کرتا ہاتھ چند پل کے لئے رک گیا۔

"ارحان۔۔۔۔۔۔!" فخر نے ڈرتے ڈرتے ارحان کو مخاطب کیا۔

ارحان ساکت سا آئینے میں اس کے عکس کو دیکھ رہا تھا۔

"ارحان کہاں تھے تم کل رات سے؟" فجر نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

ارحان کی نظروں کے سامنے وہ تصویریں ایک بار پھر کسی بھیانک حقیقت کی طرح کھڑی تھیں
اشتعال سے ارحان کی مٹھیاں بھینچ گئیں کپٹی کی رگیں تن گئی تھیں کچھ دیر پہلے کے تمام احساسات
ایک ایک کر کے جاسوئے ارحان غصے سے اس کی طرف پلٹا۔

"تم کون ہوتی ہو مجھ سے یہ سوال پوچھنے والی" ارحان نے غصے سے اس کا ایک بازو اپنی آہنی گرفت میں لے کر جھنجھوڑا سیاہ آنکھوں میں پل میں ہی وحشت ابھری تھی وہ خود کو چھڑانے کی سعی کرنے لگی مگر مقابل کی گرفت سخت سے سخت تر ہوتی جا رہی تھی۔

"ارحان درد ہو رہا ہے مجھے" فجر نے تکلیف سے کہا کرتے ہوئے کہا اور آنسو اس کا چہرہ بھگونے لگے اس کے آنسو جیسے ارحان کو سکون بخش رہے تھے۔

"آئندہ مجھ سے مخاطب ہونے سے پہلے ہزار بار سوچنا" ارحان نے اس کو ایک جھٹکے سے چھوڑتے ہوئے کہا فجر لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہٹی۔

"ارحان تم میرے ساتھ ایسا کیوں کر رہے ہو؟" فجر نے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے پوچھا وہ جانتی تھی سامنے کھڑا شخص اس کے آنسو کبھی نہیں پونچھے گا ہاں مگر اسے آنسو دینے کی وجہ ضرور بنے گا۔ ارحان کا ہاتھ اٹھا اور فجر کے گال پہ اپنی انگلیوں کے نشان چھوڑ گیا وہ اپنے گال پہ ہاتھ رکھے سن سی کھڑی اسے دیکھتی رہی۔

"تم نہیں آئندہ آپ بولنا" ارحان نے انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا فجر نے بھیگی پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا جس کی آنکھوں میں بے یقینی کا سمندر موجزن تھا۔

"ارحان تمہیں مجھ پہ اتنا بھی بھروسہ نہیں ہے" فجر نے اس کے دونوں ہاتھ تھام کر اپنے چہرے سے لگائے آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب تھا۔

"بہت تھا مجھے تم پہ یقین خود سے بھی زیادہ لیکن تم نے کیا کیا میرے ساتھ" ارحان نے اس کے ہاتھ جھٹک دیئے۔

اور ایک جھٹکے سے اسے خود سے قریب کیا۔

"یہ مت سمجھنا اگر میں نے تم سے شادی کر لی ہے تو سب ٹھیک ہو جائے گا تمہیں پل پل موت دوں گا کیونکہ جو چیز میری ہے وہ صرف میری ہے میں لے کے پھینک دوں گا مگر کسی دوسرے کو کبھی نہیں دوں گا" ارحان نے اس کا گال اپنے ہاتھ کی پشت سے سہلایا فجر جی جان سے لرز گئی۔

"تو ایک بار ہی کیوں نہیں مار دیتے" فخر نے اس کا ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹاتے ہوئے کہا۔
 "اتنی آسانی سے نہیں میری جان۔۔۔۔۔۔ جب تک تم مجھ سے موت کی بھیک نہیں مانگو گی جب
 تک تمہیں موت نہیں دوں گا" ارحان نے اس کی پلکوں پہ اٹکا موتی اپنی پوروں پہ چنتے ہوئے
 بھینکارتے ہوئے کہا۔

"مجھ سے نہیں سہی جا رہی تمہاری نفرت" فخر نے کرب سے آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا۔
 "عادت ڈال لو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اب تمہیں قدم قدم پہ صرف میری نفرت ملے گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ایک جھٹکے سے اسے خود سے دور کیا اور لمبے لمبے ڈگ بھر تا کمرے سے نکل گیا۔
 کیسے یقین دلاؤں ارحان میں تمہیں؟ فخر پھر سے رونے لگی۔

کچھ دیر بعد فجر کے روم کے دروازے پہ دستک ہوئی اور میرب اندر آئی فجر نے فوراً پلٹ کر اپنے آنسو صاف کیئے میرب نے ٹھٹھک کر فجر کو دیکھا جس کی آنکھیں رونے کی شدت سے سرخ ہو رہی تھیں میرب کے دل کو کچھ ہوا۔

"تم رو رہی ہو" میرب کے دل کے کسی کونے میں احساس ندامت نے اپنا پہلا قدم جمایا تھا۔
 "نہیں تو۔۔۔۔۔۔" فجر نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے زبردستی مسکرا کر اسے دیکھا۔
 "ارحان بھائی نے کچھ کہا ہے تمہیں۔۔۔۔۔۔؟" میرب نے اس کے گال پہ پڑے انگلیوں کے نشان کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں میرب۔۔۔۔۔۔" کچھ نہیں کہا "فجر پلٹ کر اپنے بال سلجھانے لگی۔
 میرب خاموش کھڑی اسے دیکھتی رہی اس کے اندر جیسے سناٹا سا اترتا جا رہا تھا۔ وہ آگے بڑھ کر فجر کے گلے لگ گئی۔

"باہر آ جاؤ سب بلارہے ہیں" میرب بول کر رکی نہیں فوراً وہاں سے چلی گئی۔
 فجر باہر آئی تو سب ناشتہ پہ اس کا انتظار کر رہے تھے۔

"آؤ بیٹا بیٹھو" چچا جان نے اسے پیار سے بیٹھنے کو کہا فجر سر جھکائے خاموشی سے بیٹھ گئی۔

اس نے نظریں اٹھا کر سامنے بیٹھے اس دشمن جاں کی طرف دیکھا جو سر جھکائے خاموشی سے ناشتہ کر رہا تھا فجر نے فوراً نظریں جھکا لیں۔

"ارحان تم کچھ کھا کیوں نہیں رہے؟" شمانہ بیگم نے اس کے سامنے رکھے ٹھنڈے ہوتے چائے کے کپ کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں لے رہا ہوں" ارحان نے تھکے تھکے لہجے میں کہا۔

"کیا حال بنا لیا ہے تم نے دو دنوں میں؟" چچی جان نے فجر کو گھورتے ہوئے کہا فجر کا جھکا سر مزید جھک گیا ارحان لا تعلقی سے بیٹھا رہا۔ شمانہ بیگم عباس صاحب کی موجودگی میں زیادہ کچھ نہ کہہ سکیں۔

ناشتے کے بعد فجر کو مومنہ کے ساتھ پار لرجانا تھا میرب اس کے روم میں ولیمے کا ڈریس رکھ کے جا چکی تھی فجر مومنہ کے ساتھ پار لرجا چلی گئی۔

شام میں تیار ہو کر دونوں پار لر سے سیدھی ہال میں پہنچی تھیں۔

سر مئی رنگ کی میسکی میں ملبوس فجر دل کو دھڑکا دینے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی اس پہ نازک سی جیولری غضب ڈھا رہی تھی۔ وہ اسٹیج پہ خاموشی سے سر جھکائے بیٹھی تھی جب ارحان اس کے برابر آ کے بیٹھا۔ بلیک ڈنر سوٹ میں ارحان کی وجہیہ شخصیت لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر رہی تھی۔

ارحان نے ایک نظر فجر کے جھکے سر پہ ڈالی جو پل پل اس کے دل کو دھڑکا رہی تھی ارحان نے بمشکل اس سے نظریں ہٹائیں۔

ولیمے سے فارغ ہو کر وہ لوگ گھر پہنچے تو ارحان جانے کہاں چلا گیا تھا فجر اپنے روم میں اکیلی بیٹھی تھی۔ کچھ دیر بعد ارحان آیا تو اس نے فجر کو مخاطب کیا۔

"اپنا سامان پیک کر لو کچھ دیر بعد کی فلائٹ ہے" ارحان نے اس کی طرف دیکھے بغیر خشک لہجے میں کہا۔

"اسلام آباد واپس جا رہے ہو؟" فجر نے اس کی طرف دیکھ کے پوچھا۔

"صرف میں نہیں۔۔۔۔۔ تم بھی جا رہی ہو۔۔۔۔۔" ارحان نے جتنا تے لہجے میں کہا۔

"ارحان اتنی جلدی۔۔۔۔۔ میرا مطلب" فجر نے کچھ بولنا چاہا۔

"میں مزید یہاں نہیں رہ سکتا اور نہ ہی تمہیں یہاں چھوڑ کے جاؤں گا" ارحان نے اپنے کپڑے سوٹ کیس میں ڈالتے ہوئے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

فجر خاموشی سے اٹھ گئی وہ جانتی تھی ابھی ارحان سے بحث کرنا فضول ہے وہ ابھی وہی کرے گا جو اس کا دل کرے گا۔

فجر آنسو پونچھتی خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ گئی مگر ایک کسک سی اس کے دل میں تھی کاش وہ ایک بار اپنوں کے گلے لگ جاتی۔

ارحان اور فجر دونوں خاموشی سے اپنی اپنی سوچوں میں گم بیٹھے تھے۔ گاڑی ایئر پورٹ کے باہر رکی دونوں اپنی سوچوں سے باہر نکلے۔

فلائٹ میں سوار ہونے سے پہلے فجر نے ایک بار پلٹ کے پیچھے دیکھا پتا نہیں وہ واپس آ پائے گی بھی یا نہیں۔۔۔۔۔

.....To be continue



اپنی قیمتی رائے کا ضرور اظہار کیجئے گا۔

فجر کبھی لوٹ کے آئے گی واپس؟

ارحان کی آنکھوں سے غلط فہمی کی پٹی ہٹے گی؟

یا بنادے گا وہ فجر کی زندگی جہنم؟

کس خطائی سزا پائی

ر مشاء مہناز

قسط نمبر 11

(Don't copy with out any permission)

وہ لوگ اسلام آباد پہنچ چکے تھے۔ ارحان گھر آتے ہی اپنے روم میں سونے چلا گیا وہ دوراتوں سے مسلسل جاگ رہا تھا۔ اس نے فجر سے کوئی بات نہ کی اور نہ اس کی طرف دیکھا وہ شاید بھول گیا تھا اس کے ساتھ فجر بھی ہے۔

فجر ویں ہال میں رکھے صوفے پہ بیٹھ گئی وہ روم میں نہیں جانا چاہتی تھی اور نہ ارحان کا سامنا کرنا چاہتی تھی اسے ارحان سے عجیب وحشت سی ہو رہی تھی وہ یہاں سے کہیں دور بھاگ جانا چاہتی تھی مگر وہ یہاں سے کہاں جاتی اب اس کا سب کچھ ارحان ہی تھا۔

انہیں سوچوں میں غلطیاں وہ صوفے پہ بیٹھے بیٹھے سو گئی۔ صبح اس کی آنکھ کھڑ پڑ کی آواز سے کھلی جو شاید کچن سے آرہی تھی وہ دوپٹہ کندھے پہ ڈالتی ہوئی اٹھی اور کچن کی طرف بڑھی ارحان کچن میں اپنے لئے ناشتہ بنانے میں مصروف تھا اس نے فجر کی موجودگی کا کوئی نوٹس نہیں لیا اور انڈا پھینٹنے

میں مصروف رہا فجر خاموشی سے کھڑی اسے دیکھتی رہی۔ بلیک شرٹ پہنے جس کی آستینیں کہنیوں تک فولڈ تھیں اس کے مضبوط ہاتھ جھلک رہے تھے، ماتھے پہ بکھرے بے ترتیب سے بال اس پہ اچھے لگ رہے تھے مگر ماتھے پہ لاتعداد شکنیں پڑی تھیں۔ فجر لٹے قدموں واپس پلٹ آئی اسے شدت سے رونا آ رہا تھا آنسو پلوں کی باڑ توڑ کر باہر آنے کو بیتاب تھے وہ صوفیہ پہ سر جھکائے بیٹھی رونے لگی کچھ دیر بعد کسی کی موجودگی کا احساس کر کے اس نے پلکیں اوپر اٹھائیں تو ارحان تسلی سے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا فجر نے فوراً اپنی آنکھوں سے بہتے آنسو ہاتھ کی پشت سے رگڑے اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں نے تو تمہیں ابھی کچھ نہیں کہا اور تم یہاں بیٹھی رو رہی ہو" ارحان نے اس کی کلائی پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا اور وہ نازک سا وجود اس کے سینے سے آگے فجر نے اپنی نم پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا ارحان نے اس کی کلائی اس کی کمر کے پیچھے لے جا کر بیدردی سی موڑ دی تکلیف سے فجر کا چہرہ سرخ ہو گیا مگر اس نے آف تک نہ کی مگر آنکھوں سے آنسو خاموشی سے بہہ رہے تھے وہ یک ٹک اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی وہ اس کے بہت قریب تھا اتنا قریب کہ اس کی سانسیں اسے اپنے چہرے پہ محسوس ہو رہی تھیں وہ اسے ہاتھ بڑھا کے چھونا چاہتی تھی مگر وہ یہ بھی جانتی تھی اب اس کے اور ارحان کے بیچ میلوں کا فاصلہ ہے جو دن بدن بڑھتا جائے گا۔

اس کے ہاتھ پہ ارحان کی گرفت سخت سے سخت تر ہوتی جا رہی تھی وہ ارحان کی آنکھوں میں اپنے لئے نفرت با آسانی دیکھ سکتی تھی وہ نفرت جو سامنے والے کو جیتے جی مار دینے کی صلاحیت رکھتی ہو۔ آنسوؤں کی روانی میں تیزی آگئی دردنا قابل برداشت ہوتا جا رہا تھا۔

"تم رو نہیں۔۔۔۔۔ جب تم روتی ہو تو مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے" ارحان ایک ہاتھ سے اس کے گالوں پہ پہنے والے آنسو صاف کرتا ہوا بولا فجر آنکھوں میں حیرت بھرے اسے دیکھ رہی تھی کیسا ظالم شخص تھا تکلیف بھی دے رہا تھا اور رونے بھی نہیں دے رہا تھا۔

"درد ہو رہا ہے۔۔۔۔۔؟" اس نے فجر کی سیاہ آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھا وہ صرف نفی میں سر بلا سکی۔ ارحان نے ایک زوردار جھٹکے سے اسے خود سے دور کیا وہ پلٹ کے صوفے پہ جاگری اور اس کی طرف دیکھے بغیر گھر سے نکل گیا۔

فجر نے اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا جو سوج کے سرخ ہو چکا تھا اس کا دل کیا وہ چلیں چلیں کے روئے مگر اسے اب ایسے درد برداشت کرنے تھے وہ وہی بیٹھی اپنی قسمت کا ماتم کرتی رہی صبح سے شام ہو گئی۔

شام میں جب ارحان گھر لوٹا تو اسے ویسے ہی بیٹھے پایا جیسے وہ اس کو چھوڑ کے گیا تھا وہ اس کے قریب آیا اور اس کے برابر میں سر جھکائے بیٹھ گیا۔

"کچھ کھایا تم نے صبح سے؟" ارحان نے اس کی طرف دیکھ کے نرمی سے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔۔۔" فجر کے حلق سے صرف یہی الفاظ ادا ہو سکا وہ ڈر گئی تھی اب جانے آگے کیا سزا ملنے والی ہے ارحان ایک نظر اس پہ ڈال کے اٹھ گیا اور کچن کی طرف بڑھا۔ جب وہ کچن سے نکلا تو اس کے ہاتھ میں کھانے کی ٹرے تھی اس نے ٹرے اس کے سامنے ٹیبل پہ رکھ دی فجر نے سر اٹھا کر اسے دیکھا مگر منہ سے کچھ نہ بولی۔

"کھانا کھا لو" ارحان نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا اور اس کے برابر میں بیٹھ گیا۔

فجر نے کچھ کہے بغیر چیخ اٹھانے کی کوشش کی مگر اس کے ہاتھ سے چیخ گر گیا کیونکہ اس کا ہاتھ بالکل سوچ چکا تھا ارحان نے چیخ کرنے کی آواز پہ اس کی طرف دیکھا پھر اس کے ہاتھ کی طرف دیکھا فجر سر جھکائے ضبط سے ہونٹ کاٹ رہی تھی ارحان نے آگے بڑھ کر اس کی پلیٹ میں کھانا ڈالا اور خود چھوڑے چھوڑے نوالے بنا کر اس کے منہ میں ڈالنے لگا فجر کی آنکھوں سے اشک رواں تھے مگر ارحان کا چہرہ ہر قسم کے تاثرات سے خالی تھا چہرے پہ سختی کھنڈی تھی فجر کھانا کھا چکی تو وہ ٹرے اٹھا کر واپس کچن کی جانب بڑھ گیا۔

جب واپس آیا تو ظالم اپنے دیئے ہوئے زخموں کی مسیحائی کرنے آیا تھا وہ خاموشی سے آکے فجر کے سامنے زمین پہ دوڑا نو ہو کہ بیٹھ گیا اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا فجر ساکت سی اسے دیکھ رہی تھی مگر ارحان نے اس کی طرف نہ دیکھا اور اس کے زخموں پہ مرہم رکھنے لگا چند لمحے خاموشی کی نظر ہو گئے چند ثانیے بعد فجر کو اپنے ہاتھ پہ نمی کا احساس ہوا اس نے ارحان کی طرف دیکھا تو آنسو ارحان کی آنکھوں سے نکل کر اس کے چہرے سے ہوتے ہوئے فجر کے ہاتھ پہ گر رہے تھے۔ فجر ششدر سی اس کا یہ روپ دیکھ رہی تھی۔

اس کے لئے ارحان کا ہر روپ نیا تھا اس نے ہمیشہ اسے ہنستے کھیلنے والا بالی سا دیکھا تھا مگر اب یہ روپ فجر کے لئے جان لیوا ثابت ہو رہا تھا۔ فجر نے ہاتھ بڑھا کر ارحان کے ماتھے پہ گرے بال پیچھے کئے ارحان نے اس کی طرف دیکھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے چہرے پہ رکھ لیا اور اس کی گود میں سر رکھ کے بچوں کی طرح بلک بلک کے رو دیا فجر کے آنسو ارحان کے بالوں میں جذب ہو رہے تھے۔

"پتا ہے تمہیں میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں۔ جنون کی حد تک چاہتا ہوں میں تمہیں۔۔۔۔۔ میں نے اپنی زندگی تمہارے بغیر کبھی تصور ہی نہیں کی۔۔۔۔۔" اس کی آواز اتنی ہلکی تھی فجر کو مشکل سنائی دی۔

"ارحان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔!" فجر نے تڑپ کے اسے پکارا۔

"پلیز کچھ مت کہنا مجھے بولنے دو" ارحان یکدم ہی دھاڑا۔ فجر سہم کے رہ گئی اس کا دل کسی ننھے پنچھی کی طرح پھڑپھڑایا تھا۔

"میں نے اپنی پوری زندگی میں صرف ایک لڑکی سے پیار کیا۔ اسے ہی اپنا سب کچھ مانا اپنی جان اس پہ لٹادی اور اس نے کیا کیا مجھے ٹھکرا کے کسی غیر مرد کی بانہوں میں تھی۔ کسے دکھاؤں میں اپنی تکلیف؟ کس کو درد سناؤں اپنا؟ دیکھو کتنا پاگل ہوں نہ میں جس نے مجھے زخم دیا اسی سے مسیحائی مانگ رہا ہوں" ارحان کے آنسو فجر کا دامن بھگوتے جارہے تھے اور فجر بے حس و حرکت بیٹھی اسے سن رہی تھی اس سے اپنی سچائی میں بولنے کا حق بھی چھین لیا تھا اب وہ صرف رو سکتی تھی وہ جانتی تھی اسے کبھی اس کی بات کا یقین نہیں آئے گا۔

"میں چاہتا تو تمہیں چھوڑ بھی سکتا تھا" ارحان نے درد بھرے لہجے میں کہا فجر کے دل میں ایک ٹیس سی اٹھی ارحان کو کھونے کا ڈر اس پہ حاوی ہوتا جا رہا تھا ارحان کے بالوں کو سہلاتا فجر کا ہاتھ تھم گیا۔ "مگر میں تمہیں نہیں چھوڑ سکتا۔ اگر تم مجھ سے دور چلی گئیں تو مرجاؤں گا میں" فجر نے کرب سے آنکھیں میچ لیں کتنے آرام سے اس نے کہہ دیا وہ مرجائے گا یہ سوچے سمجھے بغیر کہ اس کے بعد فجر کا کیا ہو گا۔

"تمہیں تکلیف دینے کے بعد ایک لمحے سکون سے نہیں رہا دماغ صرف تماری طرف لگا رہا بتاؤ میں کیا کروں" وہ بے بسی کی حدوں پہ تھا ارحان کی آواز دھیمی ہوتی جا رہی تھی پھر خاموشی چھا گئی فجر نے محسوس کیا ارحان سوچکا ہے وہ اسی پوزیشن میں فجر کی گود میں سر رکھے سو گیا تھا۔

پوری رات فجر ارحان کی نیند خراب ہونے کے خیال سے اسی پوزیشن میں بیٹھی رہی اس کا دل کیا وقت یہیں تھم جائے کوئی جادو ہو سب ٹھیک ہو جائے وہ پوری رات بیٹھی ارحان کو تکتی رہی تھی اور وہ اس کی گود میں سر رکھے کچھ دیر کے لئے سہی مگر ہر غلط فہمی سے بے خبر ہو کہ سو رہا تھا۔

صبح ارحان کی آنکھ کھلی تو وہ ہڑبڑا کے اٹھ بیٹھا اس نے چونک کے فجر کی طرف دیکھا جو ابھی تک جاگ رہی تھی اس کی سرخ سوجی ہوئی آنکھیں دیکھ کر ارحان کو اندازہ لگانے میں ایک لمحے کی دیر نہ لگی کہ وہ ساری رات جاگتی رہی ہے۔ ارحان فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم سوئیں نہیں؟" اس نے فجر کی طرف بغور دیکھتے ہوئے ہو چھا۔

وہ صرف نفی میں سر ہلا سکی۔

اسی پل ارحان کے دل نے گواہی دی یہ لڑکی تمہیں دیوانوں کی طرح چاہتی ہے اسے مت ٹھکراؤ مگر وہ تو جیسے اندھا ہو گیا تھا اسے اس لڑکی کی بے لوث محبت دیکھ ہی نہیں رہی تھی۔

"میں آفس جا رہا ہوں تم سو جاؤ" ارحان نے اس کی طرف دیکھنے سے گریز کیا۔

"میں ناشتہ بنا دیتی ہوں" فجر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔۔۔ مجھے پہلے ہی کافی لیٹ ہو گیا ہے آفس سے" ارحان نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا اور اس کی طرف دیکھے بغیر گھر سے نکل گیا۔
فخر خاموشی سے اسے جاتا دیکھتی رہی۔۔۔۔۔

....To be continued

اپنی قیمتی رائے ضرور دیکھئے گا۔

کیا ارحان اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کہ معاف کر پائے گا فخر کو؟
یا زندگی کے گی کچھ نئے موڑ؟

کس خطائی سزا پائی

رمشا مہناز

قسط نمبر 12

(Don't copy with out any permission)

دونوں کو اسلام آباد آئے آج دو ہفتے ہونے کو آئے تھے۔ ارمان تو جیسے فجر کو یہاں لاکے بھول ہی گیا تھا وہ صبح سویرے کانٹلا ہوا آدھی رات کو گھر آتا اور آتے ہی اپنے روم میں بند ہو جاتا اسے اس بات سے کوئی سروکار نہیں تھا فجر کہاں ہے کیسی ہے وہ اپنے خود ساختہ خول میں بند ہو چکا تھا۔ اس دن کے بعد سے اس نے فجر سے دوبارہ کوئی بات نہ کی اور نہ اسے کسی قسم کی کوئی تکلیف پہنچائی کیونکہ وہ جانتا تھا اگر وہ اسے تکلیف پہنچائے گا تو خود بھی سکون سے نہیں رہ سکے گا وہ سمجھ چکا تھا وہ فجر کو کبھی تکلیف نہیں دے سکتا اور نہ اسے تڑپتا دیکھ سکتا ہے اسے تکلیف دے کر ایک ان دیکھی آگ میں جلتا رہا تھا۔

آج اتوار تھا ارحان خلاف معمول گھر پہ تھا اور اپنے روم میں سو رہا تھا۔ فجر تو سویرے ہی اٹھ گئی تھی اور اب کچن میں مصروف تھی ویسے تو میڈ آ کے کھانا بناتی تھی مگر آج اتوار تھا تو وہ آج چھٹی پہ تھی۔ وہ صبح سے ہی کچن میں ایک ٹانگ پہ کھڑی تھی وہ آج ارحان کی پسند کا کھانا بنا رہی تھی۔ دوپہر ہونے کو آئی تھی مگر ارحان اب تک سو کہ نہیں اٹھا تھا فجر کبھی بار اس کے روم کے باہر سے واپس آ چکی تھی۔

کچھ دیر بعد ارحان آنکھیں ملتا ہوا باہر آیا اور فریج سے پانی بوتل نکال کر پانی پینے لگا۔

"ارحان کھانا کھالیں" فجر نے ڈرتے ڈرتے اسے پکارا آج وہ ہفتے بعد اس سے کوئی بات کر رہی تھی زندگی میں پہلی بار شاید دونوں ایک دوسرے سے بات کئے بناء اتنے دن رہے تھے ارحان نے ذرا سی گردن ترچھی کر کے اسے دیکھا اور اثبات میں سر ہلادیا۔

ارحان باہر آ کے ڈائننگ ٹیبل پہ بیٹھ گیا فجر اسے کھانا سرو کرنے لگی وہ خاموشی سے سر جھکائے کھانا کھا رہا تھا اور ایک آدھ نظر فجر پہ بھی ڈال لیتا جو صرف اپنی پلیٹ میں چمچ چلا رہی تھی مگر وہ منہ سے کچھ نہ بولا جیسے اس نے کچھ نہ بولنے کی قسم کھا رکھی ہو کھانا خاموشی سے کھایا گیا کھانے سے فارغ ہو کر فجر برتن اٹھا کر کچن میں لے گئی ارحان وہیں بیٹھا اپنا موبائل نکال کر چیک کرنے لگا۔

کچھ دیر بعد فجر کے موبائل پہ کسی کی کال آنے لگی ارحان نے بیزاری سے موبائل کی طرف دیکھا جو مسلسل بج رہا تھا اس نے فجر کو آواز دینی چاہی مگر پھر کچھ سوچ کر ہاتھ بڑھا کر موبائل اٹھا لیا مگر اگلے ہی پل غصے سے اس کی مٹھیاں بھینچ گئیں کپٹی کی رگیں تن گئی تھیں اسکرین پہ ماہیر کا نام جگمگا رہا تھا عنابی لب سختی سے آپس میں پیوست ہو گئے۔ بیل کی آواز سن کر فجر گیلے ہاتھ پونچھتی باہر آئی تو ارحان کو ساکت کھڑا دیکھ کر ٹھٹھک گئی۔

دوسری طرف ماہیر نے اپنے ضمیر کے ہاتھوں مجبور ہو کر کال کی تھی وہ فجر کو سب کچھ سچ بتانا چاہتا تھا وہ مزید اپنے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا تھا وہ فجر کو سب سچ بتا کر معافی مانگنا چاہتا تھا مگر قسمت کو شاید کچھ اور ہی منظور تھا۔

www.urdu novels mania.com

"کس کی کال ہے؟" فجر نے نا سمجھی سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا مگر ارحان سن ہی کب رہا تھا وہ صرف موبائل کو گھورے جا رہا تھا۔ فجر دو قدم چلتی ہوئی اس کے قریب آئی اور اس کے ہاتھ سے موبائل لیا تو اسکرین پہ ماہیر کا نام دیکھ کر اسے اپنی سانسیں بند ہوتی محسوس ہوئیں اس نے دہشت

سے ارحان کی طرف دیکھا اس کا سر صرف نفی میں ہل سکا ارحان کا چہرہ دیکھ کر بخوبی اندازہ ہو رہا تھا وہ فخر سے کس حد تک بر گمان ہو چکا ہے۔

اس نے فجر کے ہاتھ سے موبائل چھینا اور پوری قوت سے سامنے دیوار پہ دے مارا موبائل نیچے گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا اسے ارحان کی طرف دیکھتے ہوئے بھی جیسے خوف محسوس ہو رہا تھا ارحان کی آنکھیں لہو چھلکار ہی تھیں۔

[illegible]

ارحان نے ایک نفرت بھری نگاہ اس کے پسینے سے تر چہرے پہ ڈالی اور اپنے روم میں چلا گیا فجر آندھیوں کی زد میں وہیں کھڑی رہ گئی اسے اب ہر طرف صرف اندھیرا دیکھ رہا تھا اس نے ہاتھ کی پشت سے ماتھے پہ آئی پسینے کی ننھی ننھی بوندوں کو صاف کیا وہ اپنے ہاتھوں کی لرزاہٹ پہ قابو نہیں پا رہی تھی۔

اسے یقین تھا ایک دن یہ غلط فہمی دور ہو جائے گی مگر صورت حال بگڑتی جا رہی تھی اب وہ کیسے سمجھائے گی ارحان کو اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا اسے اپنی دھڑکنوں کی آواز اپنے کانوں میں سنائی دی

وہ نہیں جانتی تھی ماہیر نے اسے کیوں فون کیا پر اب وہ اس بات کا یقین کیسے دلائے ارحان کو یہی سوچ اسے ہولارہی تھی۔

وہ ہمت کر کے آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی ارحان کے روم کی جانب بڑھی جانے کتنی دیر وہ باہر کھڑی رہی وہ اسے بتانا چاہتی تھی وہ کچھ نہیں جانتی اس فون کال کے بارے میں اس نے کبھی ماہیر سے بات تک نہیں کی مگر وہ جانے کیا سوچ رہا تھا۔

اس نے کمرے کا دروازہ وا کیا تو ارحان بیڈ پہ اپنے سر کو ہاتھوں پہ گرائے بیٹھا تھا فجر نے اپنے خشک ہوتے ہونٹوں کو تر کیا اور دھڑکتے دل کے ساتھ ارحان کو پکارا۔

"ارحان۔۔۔۔۔!" ارحان نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا اس کی آنکھوں سے جیسے لہو ٹپک رہا تھا فجر کی سانسیں تھمنے لگیں آنکھوں سے اشک رواں ہو گئے وہ بھی چلا چلا کے اپنی بے گناہی ثابت کرنے پر تلے تھے۔

www.urdu novels mania.com

ارحان سرعت سے اٹھ کر اس کی طرف بڑھا اور ایک جھٹکے سے اس کے بال اپنی مٹھی میں جکڑ لئے۔
 "آہ۔۔۔۔۔" درد سے فحرجی کراہ نکل گئی مگر ارحان کو کوئی پرواہ نہیں تھی چند سیکنڈ تک کھڑا وہ لہو
 رنگ آنکھوں سے فحرج کو گھورتا رہا فحرج نے تکلیف سے آنکھیں بند کر لیں مگر اگلے ہی لمحے ایک

زناٹے دار تھپڑ نے فجر کے چودہ طبق روشن کر دیے وہ تیور کو پیچھے جاگری وہ ایک گال پہ ہاتھ رکھے
ششدر سی اسے دیکھ رہی تھی۔

"بتاؤ کیا کمی رہ گئی میری محبت میں جو تم مجھے دھوکا دیئے چلی جا رہی ہو دل تو کر رہا ہے تمہیں جان سے مار دوں" ارحان نے اسے ایک جھٹکے سے بال پکڑ کر زمین سے اٹھایا اور اپنے مقابل کھڑا کرتا ہوا غصے سے پھنکارا۔

[illegible]

"تمہاری زبان سے اس کا نام بھی نہ سنوں" ارحان نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں جکڑے ہوئے کہا اور اسے دھکادے کر زمین پہ گر ادیا اور اس کے چہرے پہ اپنی درندگی کے نشان چھوڑتا رہا فجر نے مزاحمت کرنے کی کوشش بھی نہیں کی وہ ایک بت کی مانند بیٹھی اس سے مار کھاتی رہی ارحان اسے مار مار کر تھک چکا تھا اس کا سانس بری طرح پھول گیا تھا وہ زمین پہ گری فجر کو اپنے جوتے کی نوک سے ٹھوکر مارتا ہوا جا کے صوفے پہ بیٹھ گیا مگر اب بھی اس کا غصہ کسی طور کم نہیں ہو رہا تھا۔

اس نے زمین پہ بیٹھی فخر کو دیکھا جو سر جھکائے بیٹھی تھی اس پہ کسی مجسمے کا گمان ہو رہا تھا وہ دوبارہ اس کا قریب گیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بیدردی سے کھڑا کیا۔

"جہنم بنادوں گا تمہاری زندگی میں اتنا تڑپاؤں گا موت کی بھیک مانگو گی تم مجھ سے پھر میں تمہیں ایک اذیت ناک موت دوں گا" ارحان نے فخر کا چہرہ اپنے ہاتھوں کی انگلیوں میں جکڑا ہوا تھا شہد رنگ آنکھوں میں مقابل کے لئے صرف نفرت تھی اس نفرت نے دونوں کے وجود کو جلا کے راکھ کر دیا تھا سیاہ ہرنی سی آنکھوں میں بے تحاشا خوف تھا اس کا پورا وجود کانپ رہا تھا۔

"میں نے کچھ نہیں کیا میرا یقین کریں" اس نے بمشکل آنسوؤں کے درمیان کہا آنسو اسے کچھ کہنے کی اجازت ہی کب دے رہے تھے۔

"دفع ہو جاؤ میری نظروں کے سامنے سے" ایک جھٹکے سے اس کا چہرہ چھوڑ کر اس کا بازو سختی سے پکڑا اور اسے کمرے سے باہر دھکا دے دیا اور اس کے منہ پہ دروازہ بند کر کے دروازے کی پشت سے ٹیک لگائے گھٹنوں کے بل بیٹھتا چلا گیا اور کچھ دیر بعد اپنے گھٹنوں میں سر چھپائے پھوٹ پھوٹ کے رو دیا۔

فجر بمشکل خود کو گھسیٹتی ہوئی اپنے روم میں آ کے بند ہو گئی اس میں رونے کی بھی سکت باقی نہیں رہی تھی وہ خشک آنکھیں لئے سر جھکائے بیٹھی تھی اس کا ذہن ہر قسم کے خیال سے خالی تھا ساری رات وہ زمین پہ بیٹھی بخار میں جلتی رہی تھی۔

صبح جب میڈ گھر کے کام کرنے آئی تو اس نے فجر کے روم کا دروازہ ناک کیا کافی دیر تک دینگے کے بعد جب اندر سے کوئی جواب نہ آیا تو وہ اندر چلی گئی۔ وہ اندر گئی تو اس نے دیکھا فجر اوندھے منہ زمین پہ بیہوش پڑی تھی وہ پریشانی سے آگے بڑھی اور فجر کو سیدھا کیا انہوں نے بمشکل فجر کو اٹھا کر بیڈ پہ ڈالا اور فوراً راحان کو کال کی۔ دوسری بیل پہ کال اٹھالی گئی۔

"جی ہوا" راحان نے مصروف سے انداز میں پوچھا۔
 "وہ بیٹا۔۔۔۔۔" ان کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا ہے" راحان نے پریشانی سے پوچھا اس کا دل کسی انہونی کی جانب اشارہ کرنے لگا۔
 "فجر کو پتا نہیں کیا ہوا وہ بیہوش پڑی ہے بہت تیز بخار ہے اسے آپ جلدی گھر آجائیں" ہوانے ایک ہی سانس میں کہا راحان کا دل کسی نے مٹھی میں لے کر جکڑا تھا مگر اس نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"میں ڈاکٹر کو کال کر دیتا ہوں۔ میں ابھی نہیں آسکتا ضروری میسٹنگ ہے" ارحان نارمل لہجے میں بولتے ہوئے فون کاٹ دیا اور ڈاکٹر کو فون کر کے گھر جانے کا کہہ دیا۔

وہ فجر پہ ہاتھ اٹھانے پہ شرمندہ تھا وہ کل رات سے خود سے بھی نظریں نہیں ملا پا رہا تھا ساری رات اس نے جلتے انگاروں پہ بسر کی تھی وہ جانتا تھا وہ نازک سی لڑکی یہ سب نہیں سہہ پائے گی اس لئے اس کا سامنا کرنے سے بچنے کے لئے صبح ہی گھر سے نکل گیا اب بھی اس کا دل گھر جانے کے لئے بری طرح چل رہا تھا مگر وہ اس کا سامنا کرنے کی خود میں ہمت نہیں پا رہا تھا وہ خود پہ ضبط کئے وہیں بیٹھا رہا مگر اس کے دماغ میں جھکڑ چل رہے تھے۔

رات گئے گھر پہنچا تو گھر میں اندھیرا چھایا تھا اس نے ہاتھ بڑھا کر لائٹ آن کی اور بو جھل قدموں سے چلتا ہوا اندر آیا اس نے کوٹ اتار کر صوفے پہ پھینکا اور ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتا ہوا اپنے روم کی جانب بڑھا مگر اس کے قدم خود بخود فجر کے روم کی جانب بڑھنے لگے اس نے بینڈل پہ ہاتھ رکھ کے ہلکا سا گھمایا تو دروازہ بناء آواز کے کھلتا چلا گیا کمرے میں زیرو پاور کا بلب روشن تھا وہ آہستہ روی سے چلتا ہوا بینڈل کی جانب بڑھا سامنے وہ دشمن جاں سور ہی تھی ارحان نے ایک زخمی سی نظر اس پہ ڈالی اور

کرب سے آنکھیں بند کر لیں۔ اس نے بخار چیک کرنے کے لئے ہاتھ بڑھا کر فجر کے ماتھے پہ رکھا تو اسے اس کا ماتھا جلتا ہوا محسوس ہوا بخار کی شدت کم ہونے کے بجائے بڑھتی جا رہی تھی۔

"فجر اٹھو۔۔۔۔۔" ارحان نے اس کا ہاتھ ہلکا سا ہلایا وہ جانتا تھا اس نے دوائی نہیں لی ہوگی۔ فجر نے ہلکی سی آنکھیں کھول کر اسے دیکھا اور آنکھیں واپس بند کر لیں اسے آنکھیں بند کر تا دیکھ کر ارحان نے اس کا بازو دوبارہ ہلایا۔

"فجر اٹھ کے میڈیسن لے لو" ارحان نے قدرے نرمی سے کہا اور ساتھ ہی فجر کو اٹھا کہ بٹھا دیا فجر کا سر گھوم رہا تھا اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا رہا تھا کمزوری اور نقاہت سے اس سے بیٹھا نہیں جا رہا تھا۔

"تم نے کچھ کھایا؟" ارحان نے اس کی حالت دیکھ کر پریشانی سے پوچھا فجر نے آہستہ سے نفی میں سر ہلادیا ارحان روم کی لائٹ آن کرتے ہوئے باہر نکل گیا کچھ لمحوں بعد لوٹا تو اس کے ہاتھ میں دودھ کا گلاس اور بریڈ تھی اس نے فجر کو واپس اٹھایا جو اس کے جانے کے بعد واپس غنودگی میں چلی گئی تھی اور اس کا سر اپنے کندھے سے لگالیا کیونکہ وہ کمزوری کے باعث بغیر سہارے کے نہیں بیٹھ پارہی تھی اور چھوٹے چھوٹے نوالے اس کے منہ میں ڈالنے لگا اس کے بعد اس نے اسے میڈیسن کھلا کر

واپس لٹا دیا اور اچھے سے کمفرٹ اوڑھادیا اور واپس جا کر ایک پیالے میں ٹھنڈا پانی بھر لایا اور اس کے سر پہ ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھنے لگا۔

آدھی رات کے بعد فجر کا بخار قدرے کم ہوا تو ارحان نے سکون کی سانس لی بیٹھے بیٹھے اس کی کمرشل ہو چکی تھی وہ وہاں سے اٹھ کے جانے لگا مگر فجر نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا ارحان نے ہاتھ چھڑانے کی کوشش نہیں کی اور واپس بیٹھ گیا۔

وہ غم آنکھوں سے فجر کے صبح چہرے کے نقوش دیکھ رہا تھا اس کے چہرے سے نظریں ہٹانا اس کے لئے مشکل ہوتا جا رہا تھا فجر کو اس حالت میں دیکھ کر اس کا دل پھٹ رہا تھا وہ چلیخ چلیخ کے رونا چاہتا تھا اس نے اپنے ہاتھوں سے اپنی محبت کی کیا حالت کر دی مگر وہ بے بسی کی انتہاؤں پہ تھا۔

www.urdu novelsmania.com

کبھی اشک میں !!

کبھی لہجے میں !!

رواں ہوتا ہے _____

درد ہوتا ہے مگر !!

بے زبان ہوتا ہے !!

دور کہیں سے فجر کی اذانیں سنائی دے رہی تھیں اور وہ رات بھر سوچنے کے بعد ایک نتیجے پہ پہنچ چکا تھا وہ مزید فجر کو اب تکلیف نہیں دے سکتا تھا وہ اپنے سامنے اسے یوں روتا تڑپتا نہیں دیکھ سکتا تھا اب وہ صرف فجر کی خوشی چاہتا تھا چاہا ہے اس کے لئے اسے خود کتنی ہی تکلیف کیوں نہ جھیلنی پڑے مگر اب وہ فجر کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا تھا اس کے لئے یہ فیصلہ بہت مشکل تھا مگر اب اس نے فیصلہ کر لیا تھا اور اس فیصلے سے ایک انچ بھی ہٹنے کو تیار نہیں تھا۔



.....To be continue

اپنی قیمتی رائے کا اظہار ضرور کیجئے گا۔

کیا ہو گا ارحان کا فیصلہ؟

کیا وہ اپنے فیصلے پہ عمل کر پائے گا؟

اگلی قسط 6 بجے۔۔۔

کس خطائی سزا پائی

#ر مشاء مہناز

#قسط نمبر 13

(Don't copy with out any permission)

ارحان نے فجر کو طلاق دینے کا فیصلہ کر لیا تھا وہ اب بس صرف فجر کی خوشی چاہتا تھا اگر فجر کی خوشی اس کے ساتھ نہیں تھی تو کوئی بات نہیں وہ اپنے دل کو پتھر کر لے گا مگر اب فجر کو مزید کوئی دکھ یا تکلیف پہنچتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا تھا اس کے دور جانے کے خیال سے ہی ارحان کا دل بند ہونے لگتا اسی سوچ نے اسے مزید چڑچڑا کر دیا تھا۔

www.urdu novels mania.com

جہاں وہ عہد کرتا اب وہ فجر کو کچھ نہیں کہے گا مگر اگلے ہی پل فجر کے دور چلے جانے کا خیال پوری شدت سے اس پہ حاوی ہو جاتا اور وہ جانے انجانے میں اسے نئے سرے سے تکلیف سے دوچار کر دیتا مگر وہ نازک سا وجود آف تک نہ کرتا اور نم آنکھوں سے سارے ظلم سہتے جاتا یہی بات ارحان کو مزید کوفت میں مبتلا کر دیتی۔

بادل بہت تیز گرج رہے تھے بادلوں کی گھن گرج کے ساتھ بجلی بھی چمک رہی تھی آسمان پہ ایک عجب سا شور برپا تھا۔

ایسے میں اس کا نازک سا وجود بادلوں کی گڑ گڑاہٹ کے ساتھ لرز سا جاتا۔ اس کی کالی سیاہ ہر نی جیسی آنکھوں میں بے تحاشہ خوف پنہاں تھا جو اس کے پورے وجود کو اپنی گرفت میں لئے ہوئے تھا۔ اس کے سیاہ خم دار بال اس کی پشت پہ بکھرے تھے جو اس کے سو گوار حسن کو ایک الو ہی خوبصورتی عطا کر رہے تھے۔ گلابی رنگت خوف سے سفید پڑ چکی تھی وہ ہال کے کونے میں پڑے صوفے پہ سکڑی سمٹی سی بیٹھی تھی۔

باہر بارش شروع ہو چکی تھی اور اندر اس کی آنکھوں سے ساون برس رہا تھا۔ وہ گھر میں اکیلی تھی اور پورے گھر میں گھپ اندھیرا چھایا تھا۔ اس کا دل کسی پتے کی مانند لرز رہا تھا۔ وہ اس وقت بیٹھی اپنے رب سے صرف اپنی موت کی دعائیں مانگ رہی تھی کیونکہ وہ تھک چکی تھی اس زندگی سے اسے جینے سے آسان موت لگنے لگی تھی۔

کب تک وہ سب کو اپنی بے گناہی کا یقین دلائے کوئی اس کی بات پہ یقین کرنے کو تیار ہی نہیں تھا اسے اس کے ناکردہ گناہوں کی سزا مل رہی تھی۔ ایسا گناہ جو اس نے کبھی کیا ہی نہیں تھا مگر پل پل اس کی سزا کاٹ رہی تھی۔ لبوں پہ قفل تھا مگر آنکھیں چلیخ چلیخ کے اپنی روادار سنار ہی تھیں

اس نے کئی ہول میں چابی ڈال کے گھمائی تو دروازہ بنا کسی آواز کے کھلتا چلا گیا۔ اندر موت کا سا
اندھیرا اچھایا تھا۔ ہاتھ کو ہاتھ سمجھائی نہ دے رہا تھا۔ وہ جانتا تھا وہ اکیلے میں ڈر رہی ہوگی اس لئے جان
بوجھ کے گھر دیر سے آیا تھا۔ وہ اسے اذیت دینے کی ہر ممکن کوشش کرتا تھا۔ وہ ہر وہ کام کرتا
جس سے اسے تکلیف پہنچے مگر اس نازک سی گرڈیانے بھی برداشت کرنے کی حد کر دی تھی وہ اس
کے تمام مظالم چپ چاپ سہے جا رہی تھی وہ چاہے اس سے جتنی بھی نفرت کرتا تھا مگر وہ تو اس سے
پیار کرتی تھی نہ-----

www.urdu-novelsmania.com

وہ اس کے سر پہ کھڑا سے خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا۔ اس نے خود پہ نگاہوں کی تپش محسوس کر کے اپنے گھٹنوں سے ایک جھٹکے سے سر اٹھا کر اس دشمن جاں کی طرف دیکھا اور جلدی سے اٹھ کے اس کے قریب گئی اور اس کے چوڑے سینے پہ سر ٹکا کے پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔

"کہاں تھے آپ مجھے بہت ڈر لگ رہا تھا" وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچے زار و قطار رو رہی تھی اور وہ چہرے پہ سرد مہری لئے کھڑا تھا اس نے اس کا بازو پکڑ کر خود سے دور کرنے کی کوشش کی مگر وہ دور نہیں ہوئی اور ویسے ہی روتی رہی۔ اس کے عنابی ہونٹ سختی سے بھینچ گئے آنکھیں ضبط سے لال ہو گئیں۔ اس نے ایک جھٹکے سے اس کا بازو پکڑ کر خود سے دور کیا اور ایک زناٹے دار تھپڑ اس کے گال پہ جڑ دیا وہ لڑکھڑا کر پیچھے گری اور اس کا سر قریب رکھی کانچ کی میز سے ٹکرا گیا۔ اس کے ماتھے سے بھل بھل خون بہنا شروع ہو گیا اور ہونٹ کا کنارہ پھٹ گیا وہ اپنے گال پہ ہاتھ رکھے سکتے کے عالم میں اسی پوزیشن میں بیٹھی اسے دیکھے گئی آنسو آنکھوں سے باہر نکلنے کا راستہ بھول گئے۔

اس نے آگے بڑھ کر اس کے بالوں کو بے دردی سے اپنی مٹھیوں میں دبوچ کر اپنے سامنے کھڑا کیا وہ بھی بے جان لاشے کی طرح ایک ہی جھٹکے میں کھڑی ہو گئی۔

"ہزار بار کہا ہے مجھ سے دور رہا کرو" وہ غصے سے پھنکارا اور اسے خود سے دور کیا وہ سر جھکائے آنسو پینے لگی۔

"وہ میں ڈر گئی تھی" فجر نے اٹکتے ہوئے کہا اور وہاں سے جانے لگی۔

[illegible]

"بہت تکلیف دیتا ہوں نہ میں تمہیں" ارحان اس کے ماتھے سے خون صاف کرتا ہوا بھاری لہجے میں بول رہا تھا فخر نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا اس کا چہرہ ہر قسم کے جذبات سے عاری تھا مگر آنکھیں بہت کچھ بیان کر رہی تھیں فخر کو ان آنکھوں میں ایک الگ ہی تاثر دیکھ رہا تھا وہ ایک ٹک اسے دیکھے گئی اس نے ان آنکھوں میں اپنے لئے پیار، غصہ، نفرت سب دیکھا تھا مگر یہ بیگانگی پہلی بار دیکھ رہی تھی فخر کا دل کسی انہونی کا پتا دے رہا تھا۔

"آپ کے دیئے ہوئے زخموں سے مجھے تکلیف نہیں ہوتی اگر آپ کا پیارا صرف میرے لئے تھا تو آج آپ کی نفرت بھی صرف میرے لئے ہے" فجر نے اتنی تکلیف میں بھی ہونٹوں پہ ہلکی سی مسکان سجاتے ہوئے کہا۔

"اب نہیں رہے گا۔۔۔۔۔ نہ میرا غصہ نہ پیارا اور نہ نفرت" ارحان نے عجیب سے لہجے میں کہا اس کی بات فخر نے چونک کے اس کی طرف دیکھا آج اس کا لہجہ کچھ اور ہی کہانی بیان کر رہا تھا۔

"کیا مطلب ہے آپ کا" فجر نے دھڑکتے دل کے ساتھ نا سمجھی سے پوچھا۔

"مطلب بہت آسان ہے" ارحان اب اس کے ہونٹوں کے پاس سے خون صاف کر رہا تھا ایک لمحے کے لئے اس کا ہاتھ کانپا تھا۔

"میں نے تمہیں طلاق دینے کا فیصلہ کیا ہے" یہ بولتے ہوئے ارحان کے دل پہ جو گزری سو گزری مگر فجر کو ایسا لگا کسی نے اسے گہری دلدل میں پھینک دیا ہو وہ پتھر کی ہو گئی تھی وہ بے یقینی سے سامنے بیٹھے اس شخص کا چہرہ دیکھ رہی تھی جسے وہ اپنی زندگی مانتی تھی اور وہ اسے خود سے پرایا کر رہا تھا آج اسے لگا وہ صحیح معنوں میں زندگی کی جنگ ہار گئی ہے یکدم اس کا دل خالی ہوا تھا مگر اس کی آنکھوں میں کوئی آنسو کیوں نہیں آیا تھا اسے تو یہ سنتے ہی مر جانا چاہیے تھا تو وہ کیوں زندہ تھی۔

"کیوں۔۔۔۔۔۔ میں نہیں رہ سکتی آپ کے بناء" فجر نے سر جھکائے مدھم لہجے میں کہا اس کی بات پہ ارحان نے کاٹ دار نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

"اگر تم مجھ سے محبت نہیں کرتی تو تمہیں میں کب تک خود سے باندھے رکھوں گا ایسے تمہیں اور مجھے دونوں کو تکلیف ہو رہی ہے" ارحان نے اس کے چہرے پہ آئے بال کانوں کے پیچھے کرتے ہوئے کہا۔

"میرا ماہیر بھائی سے کوئی رشتہ نہیں ہے میں سچ بول رہی ہوں" اس نے آخری بار اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

"ٹھیک ہے اس بات کو یہیں ختم کرتے ہیں تم اپنا سامان پیک کر لو ہم کل صبح واپس کر اچی جا رہے ہیں میں نے لائر کو فون کر لیا ہے اس نے ڈیورس پیپر ریڈی کر لئے ہوں گے" ارحان نے اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے کہا اور وہاں سے اٹھ کر اپنے روم میں چلا گیا۔

فجر اسے خالی خالی نظروں سے جاتا دیکھتی رہی اس نے اسے دوبارہ روکنے کی کوشش نہیں کی کیونکہ وہ جانتی تھی وہ اب نہیں رکے گا غم کی شدت اتنی تھی کہ اسکی آنکھ سے ایک آنسو نہ گرا جیسے آنسوؤں نے بھی صاف انکار کر دیا ہو۔

اب ہم مزید تمہارے غموں کا بوجھ نہیں سہار سکتے۔
وہ اچھے سے جانتی تھی اگر ارحان نے اسے چھوڑ دیا تو وہ اگلے ہی پل مرجائے گی مگر وہ اپنی ذات پہ یہ
داغ لے کہ مرنا نہیں چاہتی تھی۔

اس نے خود کو وقت کے دھارے پہ چھوڑ دیا اب بس وہ اسی کے ساتھ بہنا چاہتی تھی۔

دوسرے دن وہ دونوں کراچی پہنچ گئے ایئر پورٹ سے گھر کی طرف جاتے ہوئے فجر کا دل جیسے بند سا ہو رہا تھا وہاں سب کی نظروں کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی اس کا دل کیا وہ کسی ایسے گوشے میں چلی جائے جہاں کوئی نہ ہو، نہ کسی کی نفرت بھری نظریں، نہ بے اعتباری کی مار مگر وہ یہاں سے کہیں نہیں جاسکتی تھی اسے ہر حال میں اسی جہنم میں جانا تھا اس پہ ستم یہ کہ جب سب گھروالوں کو پتا چلے گا ارحان اسے طلاق دے رہا ہے وہ تو کیسے ان سب کا سامنا کرے گی۔

گاڑی گھر کے پورچ میں رکی تو وہ خیالوں کے جھوم سے باہر آئی چونک کر گھر کی عمارت کو دیکھا جو شان سے سر اٹھائے کھڑی تھی اسے وہ قید خانہ معلوم ہوئی۔

ارحان گاڑی سے اتر کر ڈرائیور کے ساتھ سامان نکلوا رہا تھا فجر کار کا دروازہ کھول کر اتری تو اس کے قدم پل بھر کو لڑکھڑائے تھے اس نے خود کو سنبھالا ارحان اور فجر اندر کی جانب بڑھے تو سامنے ہی تائی امی نظر آئیں وہ دونوں کو گھر میں دیکھ کر خوشدلی سے آگے بڑھیں۔

"تم دونوں کب آئے؟ بتادیا ہوتا آنے سے پہلے تو گھر سے کسی کو لینے بھیج دیتے" تائی امی نے دونوں کو باری باری گلے لگاتے ہوئے کہا۔

"میں نے ڈرائیور کو فون کر دیا تھا وہ آگیا تھا ہمیں لینے" ارحان نے سنجیدگی سے کہا اور اپنے پورشن کی جانب بڑھ گیا۔

"تم ٹھیک ہو بیٹا؟" انہوں نے فجر کا مضعل اور ستا ہوا دیکھ کر پوچھا۔

"جی تائی امی میں بالکل ٹھیک ہوں" فخر نے زبردستی مسکرا کر انہیں یقین دلایا مگر اس کی حالت دیکھ کر انہیں شاید اس کی بات کا یقین نہیں آیا۔

"دادو میں اپنے روم میں؟ میں ان سے مل لوں" فخر نے ہچکچاتے ہوئے اجازت مانگی۔

"ہاں بیٹا جاؤ وہ اپنے روم میں ہی ہیں" انہوں نے کہا فجر وہاں سے دادو کے روم کی طرف چلی گئی وہ اندر گئی تو دادو اپنے بیڈ پہ بیٹھی آرام کر رہی تھیں فجر نے ڈرتے ڈرتے انہیں پکارا جانے ان کا سلوک اس کے ساتھ کیسا ہو۔

"دادو۔۔۔۔۔۔!" فجر کی آواز سن کر انہوں نے اپنی آنکھیں کھول کر اس کی طرف دیکھا۔

"فخر۔۔۔ میرا بچہ۔۔۔ تم آگئیں ادھر آؤ میرے پاس" انہوں نے محبت سے اپنی بائیں ہاتھ پھیلائے اسے اپنے پاس بلایا اتنے عرصے بعد فخر نے کسی سے اپنے لئے محبت کے دوا بول سنے تھے وہ جا کے ان کے بازوؤں میں سما گئی اور پھوٹ پھوٹ کے رونے لگی۔

"بس کرو بیٹا اور کتنا روگی" کافی دیر تک وہ چپ نہ ہوئی تو انہوں نے محبت سے اسے پچکارا مگر اب اس کی ہچکیاں بندھ گئی تھیں کچھ دیر بعد وہ خود کو سنبھالتی ہوئی ان سے الگ ہوئی اور اپنے آنسو صاف کئے۔

"دادو میں نے آپ کو بہت یاد کیا" فجر نے ان کے ہاتھوں کو تھامتے ہوئے کہا وہ اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتی ہوئی دھیرے سے مسکرا دیں۔

"وہ دادو آپ کی دوا تیراں ال-----" ماہیر کچھ بولتا ہوا اندر داخل ہوا تو فجر کو وہاں بیٹھے دیکھ کر اس کے قدم وہیں تھم گئے فجر نے ایک نفرت بھری نگاہ ماہیر پہ ڈالی اور وہاں سے اٹھ گئی۔

"دادو میں آپ سے بعد میں ملنے آؤں گی" فجر بولتے ہوئے وہاں سے اٹھی اور ماہیر کے برابر سے نکل کر روم سے چلی گئی ماہیر خواب کی سی کیفیت میں کھڑا اسے جاتا دیکھتا رہا جب اسے ہوش آیا تو وہ جا چکی تھی وہ تیزی سے اس کے پیچھے لپکا۔

"فجر میری بات سنو" ماہیر نے سیڑھیاں چڑھتی فجر کو پکارا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس کے پاس پہنچ گیا فجر اسے اپنے سامنے کھڑا دیکھ کے گھبرا گئی اگر ارحان اسے اس وقت دیکھ لے تو جانے کیا سوچے۔

"فجر میں صرف تم سے بات کرنا چاہتا ہوں بس دو منٹ کے لئے میری بات سن لو" اس کو اس کو اس طرح گھبرائے دیکھ کر ماہیر نے نرمی سے کہا۔

"مجھے آپ کی کوئی بات نہیں سننی پیچھا چھوڑیں میرا" فجر نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا اور تیزی سے وہاں سے نکلنے لگی مگر ماہیر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روک لیا۔

"ہاتھ چھوڑیں میرا" فجر نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑایا۔

"ارحان تم پہ ہاتھ اٹھاتا ہے؟" ماہیر نے قدرے سختی سے پوچھا پل بھر کو فجر سٹیٹا گئی۔

"ن۔۔۔۔۔ نہیں تو" وہ لہجے کی لڑکھڑاہٹ چھپا نہیں سکی۔

"تو تمہارے سر پہ یہ زخم کیسا ہے اور چہرے پہ یہ نیل" ماہیر نے کھوجتی نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ کون ہوتے ہیں مجھ سے یہ سوال پوچھنے والے وہ میرا شوہر ہے مجھ سے جیسا بھی سلوک کرے یہ ہم دونوں کا معاملہ ہے آپ دور رہیں ویسے بھی اب مزید آپ کی مہربانیوں کی ضرورت نہیں ہے آپ بہت زہر گھول چکے ہیں میری زندگی میں اب مزید کی گنجائش نہیں ہے" فجر نے تلخی سے کہا اور وہاں سے چلی گئی پیچھے ماہیر ہکا بکا کھڑا رہ گیا اشتعال انگیزی سے اس کی مٹھیاں بھینچ گئیں وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا ارحان فجر پہ ہاتھ اٹھائے گا۔

فجر وہاں سے اپنے پورشن میں گئی تو مہربانوں نے اسے گلے لگا لیا آخر کو وہ ان کا خون تھی بھلے ہی وہ اس سے ناراض تھیں مگر اتنے دنوں بعد دیکھ کر خود پہ قابو نہیں رکھ سکیں۔

"مجھے بابا سے ملنا ہے" فجر نے امید سے کہا۔

"نہیں بیٹا ابھی ان کی طبیعت خراب ہے بعد میں مل لینا" انہوں نے اسے رمان سے منع کر دیا وہ سر جھکا کے رہ گئی۔

وہ اپنے روم میں گئی تو ارحان بیڈ پہ بیٹھا تھا وہ اسے نظر انداز کرتی ہوئی سوٹ کیس سے کپڑے نکالنے لگی۔

"کل تک ڈائورس پیہر آجائیں گے سائن کر دینا" ارحان نے نارمل انداز میں کہا جیسے وہ کوئی معمول کی بات کر رہا ہو فجر کی دھڑکنیں یکدم تھمی تھیں مگر وہ سر جھکائے اپنے کام میں مصروف رہی ارحان نے ایک نظر اس کے اوپر ڈالی اس سے اس کا یہ اطمینان ہضم نہیں ہوا وہ تیزی سے اٹھا اور فجر کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنی طرف موڑا۔

"تمہیں کوئی فرق نہیں پڑ رہا میں تمہیں طلاق دے رہا ہوں" ارحان عجب کشمکش میں تھا وہ فجر کو روتا بھی نہیں دیکھ سکتا تھا اور وہ رو نہیں رہی یہ بھی برداشت نہیں ہو رہا تھا۔

"آپ چاہتے ہو میں روؤں آپ کے سامنے تاکہ آپ کی انا کو تسکین ملے" فجر نے اس سے اپنا ہاتھ چھڑایا اور الماری میں کپڑے ہنگ کرنے لگی ارحان خشمگیں نگاہوں سے کھڑا اسے دیکھتا رہا پھر موبائل اٹھا کر روم سے نکل گیا۔

وہ روم سے باہر نکلا تو میرب چائے کی ٹرے اٹھائے روم کے باہر کھڑی تھی وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے ارحان کی طرف دیکھ رہی تھی ارحان اس سے نظریں چراتا ہوا باہر چلا گیا۔

To be continue

اپنی قیمتی رائے سے آگاہ ضرور کیجئے گا۔

کیا واقعی ارحان طلاق دے دے گا فجر کو؟

کیا مامیہر کچھ کر سکے گا فجر کے لئے؟

کس خطائی سزا پائی

ر مشاء مہناز

قسط نمبر 14

(سیکینڈ لاسٹ)

(Don't copy with out any permission)

میرب اپنے روم کی کی کھڑکی کھولے کھڑکی کے سامنے کھڑی تھی اور لمبے لمبے سانس لے رہی تھی مگر اس کے اندر کی گھٹن تھی کہ بڑھتی ہی جا رہی تھی اسے لگ رہا تھا زندگی کی ڈور اس کے ہاتھ سے کبھی بھی چھوٹ جائے گی اس کا ضمیر اسے بار بار جھنجھوڑ رہا تھا مگر آج وہ اپنے ضمیر کو سنانے میں ناکام ہو رہی تھی وہ بری نہیں تھی مگر محبت نے اسے برا بننے پہ مجبور کر دیا تھا اور آج اسے اسی محبت سے شدید نفرت محسوس ہو رہی تھی۔

ارحان فجر کو طلاق دے رہا تھا ایسا تو اس نے کبھی نہیں سوچا تھا وہ ارحان کے غصے سے واقف تھی مگر یہ نہیں جانتی تھی کہ حالات یہ رخ اختیار کر جائیں گے۔

ابھی وہ اپنی سوچوں میں گم تھی کہ اس کے کمرے کا دروازہ دھاڑ سے کھلا ماہیر آندھی طوفان کی طرح اس کے روم میں داخل ہوا میرب نے پلٹ کے اسے دیکھا تو ماہیر سرخ آنکھیں لئے کھڑا اسے ہی گھور رہا تھا۔

"دیکھ لیا تم نے اپنی بیوقوفی کا نتیجہ کیا حالت کر دی ہے ارحان نے فجر کی "ماہیر میرب کے بازوؤں کو پکڑ کر جھنجھوڑتا ہوا اس سے کہہ رہا تھا۔

"بھائی کیا کر رہے ہیں آپ چھوڑیں اسے" ماحد نے آگے بڑھ کر مابیر کو پیچھے کیا۔ ماحد، مابیر کو اپنے روم سے غصے سے نکتے دیکھ کر اس کے پیچھے آیا تھا اور میرب کے روم میں جاتا دیکھ کر ٹھٹھک گیا تھا مابیر نے ایک جھٹکے سے میرب کا بازو چھوڑا۔

”ابھی جا کے تم ماہیر کو ایک ایک لفظ سچ بتاؤ گی ورنہ میں تمہاری جان لے لوں گا“ ماہیر کا غصہ کسی طور کم نہیں ہو رہا تھا اس نے کسی قدر چلا کے کہا فخر کی اس حالت نے اسے زہنی طور پہ شدید جھٹکا دیا تھا۔

"کون سا بچہ بھائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟" ماہیر نے حیرانی سے پوچھا وہ اس ساری صورت حال کو سمجھ نہیں پارہا تھا ماہیر کی زبان پل بھر کو تالو سے چپک گئی اگر میرب قصور وار تھی تو قصور وار تو وہ بھی تھا۔

"بتائیں ماہیر اور پلیز پورا سچ بتائیے گا" میرب نے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے زخمی لہجے میں کہا۔
 "کون سا سچ؟ کس سچ کی بات کر رہے ہیں آپ لوگ؟" ماحد ہونق سا ان دونوں کی شکلیں دیکھ رہا تھا
 جو ناجانے کون سے سچ کی بات کر رہے تھے۔

"میں بتاتی ہوں تمہیں سچ ماجہ" میرب نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا ماجہ سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"تو سچ یہ ہے کہ فجر بے قصور ہے اس نے کچھ نہیں کیا وہ سب اس پہ الزام تھا صرف اور صرف الزام" میرب بتاتے بتاتے ایک بار پھر روپڑی ماجہ سن ساسکتے کی کیفیت میں یہ سب سن رہا تھا ماہیر وہیں صوفے پہ اپنا سر پکڑ کر گر سا گیا۔

"کیا۔۔۔۔؟ ماہیر بھائی وہ سب جھوٹ تھا؟ فجر اور آپ کے بیچ ایسا کچھ نہیں ہے؟" ماجہ نے ایک ہی سانس میں کئی سوالات کئے اس پہ سر پہ یکے بعد دیگرے دھماکے ہو رہے تھے۔ ماہیر کا سر صرف اثبات میں ہل سکا۔

"تو وہ تصویریں؟ وہ سب کچھ جھوٹ تھا؟ کس نے بھیجی تھیں ار حان کو وہ تصویریں؟" ماجہ کو اب بھی سارا معاملہ سمجھ نہیں آیا تھا۔

"میں نے بھیجی تھیں بھائی کو وہ تصویریں" میرب نے سر جھکائے اعتراف کیا ماجہ کو میرب کی دماغی حالت پہ شبہ ہونے لگا۔

"میرب تم نے ایسا کیوں کیا سب کچھ جانتے بوجھتے کیا ملا تمہیں یہ سب کر کے" ماجہ نے ایک ایک لفظ چبا کے کہا۔

"اور بھائی۔۔۔۔۔! کیا کہوں آپ کو اس وقت فجر کے کردار کی گواہی دینے کے بجائے آپ خاموش رہے تھے ایک لفظ بھی نہ بولے اور خاموشی سے وہاں سے چلے گئے۔ اس کا کردار سب کی نظروں میں مشکوک بنا گئے" اس وقت ماحد غصے سے زیادہ غم کی کیفیت میں مبتلا تھا۔

"مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی مجھے لگتا یہ سب دیکھنے کے بعد اسی وقت فجر کو طلاق دے دے گا" ماہیر نے سر جھکائے اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔

اس کی بات سن کر ماحد کو ایک اور جھٹکا لگا۔

"آپ کیوں چاہتے تھے فجر کو طلاق ہو یہ جانتے ہوئے بھی وہ ارحان سے کتنا پیار کرتی ہے" ماحد نے اچھنبے سے پوچھا وہ اب بھی معاملے کی گہرائی کو نہیں سمجھا تھا ماہیر نے سر اٹھا کر ماحد کی طرف دیکھا پھر اس کے برابر میں کھڑی میرب کی طرف دیکھا اپنے کئے گئے گناہ سے زیادہ اقرار محبت اس کے لئے دشوار تھا۔

www.urdu novels mania.com

"پیار کرتا ہوں میں فجر سے" ماہیر نے سر جھکائے دھیرے سے کہا میرب نے کرب سے آنکھیں میچ لیں اور ماحد کو تو جیسے اپنی آنکھوں کے سامنے پوری دنیا گھومتی ہوئی محسوس ہوئی اپنی آنکھوں میں بے یقینی سموئے وہ حیرت سے ماہیر کو تک رہا تھا۔

"اس دن بھی جب آپ نے کہا تھا آپ فجر سے پیار کرتے ہیں تو سب کو یہی لگا فجر بھی آپ میں انوالوڈ ہے" ماحد دکھ کی کیفیت میں تھا اس نے بھی تو یقین نہیں کیا تھا فجر کا۔

"محبت کرتے ہیں آپ فجر سے" ماحد کو اپنی آواز کہیں دور سے آتی محسوس ہوئی۔

"آپ جانتے بھی ہیں محبت کیا ہے۔۔۔۔۔ نہیں آپ کیسے جانیں گے" اگلے ہی لمحے ماحد نے اپنی بات کی نفی کی۔

"آپ جیسے لوگ صرف اپنی محبت کو پانا جانتے ہیں اس کے لئے آپ کو جس حد سے گزرنا پڑے گزر جاتے ہیں، جس حد تک گزرنا پڑے گرجاتے ہیں اور آپ نے بھی وہی کیا ایک سطحی اور عام قسم کی محبت جس میں صرف پانے کا لالچ تھا آپ کو اور کچھ نہی" ماحد آج ماہیر کو آئینہ دکھا رہا تھا جس حقیقت سے ماہیر روز اول سے بچنے کی کوشش کر رہا تھا آج اسی حقیقت کے روبرو تھا آج اسے اپنا آپ بہت چھوٹا محسوس ہو رہا تھا۔

"اگر آپ واقعی اس سے پیار کرتے تو اس کے ساتھ یہ سب کچھ کبھی نہیں کرتے" ماحد کے لہجے کی تلخی بڑھتی جا رہی تھی۔

ماہیر سرعت سے اپنی جگہ سے اٹھا اور میرب کے پاس جا کر بولا۔

"میرب چلو اور خدا کے لئے ارحان کو سب کچھ سچ بتاؤ" ماہیر نے میرب کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا اور اسے لے جانا چاہا مگر میرب اپنی جگہ سے نہ ہلی اور ایک جھٹکے سے ماہیر سے اپنا ہاتھ چھڑایا۔

"آپ کی فخر کے لئے اسی محبت اور دیوانگی نے یہ انتہائی قدم اٹھانے پہ مجبور کیا میں نہیں کرنا چاہتی تھی وہ سب مگر آپ نے مجھے اتنا کرنے پہ مجبور کر دیا" میرب دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کے رونے لگی۔

"میں سچ بول رہی ہوں ماحد مجھے تکلیف ہو رہی تھی وہ سب کرتے ہوئے" وہ بدستور رو رہی تھی۔

"اور کیا کیا ہے تم نے؟" ماحد نے غرا کے پوچھا۔

"میں نے ہی فخر کے جو س میں گولیاں ملائی تھیں اور اسے ماہیر کے روم میں بہانے سے بھیجا وہ وہاں جا کر بیہوش ہو گئی جب ماہیر اپنے روم میں گئے تو فخر کو زین پہ بیہوش پڑا دیکھا ماہیر نے فخر کو اٹھا کر بیڈ پہ لٹایا تو میں نے تصویریں لے لیں اور ارحان بھائی کو انجان نمبر سے سینڈ کر دیں"

میرب نے آنسوؤں کے درمیان اعتراف جرم کیا۔

"کیوں کیا تم نے ایسا" ماحد نے تھکے تھکے لہجے میں پوچھا۔

"پیار کرتی ہوں میں ماہیر سے مگر ماہیر کو فخر کے علاوہ کبھی کوئی دیکھا ہی نہیں وہ صرف فخر کو دیکھنا چاہتے تھے میری ذات تو کہیں گم ہو گئی تھی اس رات بھی جب میں نے ماہیر سے اپنے پیار کا اظہار

کیا تو انہوں نے مجھ جھڑک دیا یہ کہہ کر ان کی زندگی میں فخر کے علاوہ کسی اور کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔

میں نے نہیں مانگی تھی فجر کی جگہ۔۔۔۔۔ مگر کیا تھوڑی سے بھی جگہ نہیں تھی میرے لئے؟ ماہیر نے میرے کردار پہ انگلی اٹھائی تھی تو کیا کرتی میں۔۔۔۔۔؟" میرب نے ہاتھ کی پشت سے تواتر سے بہنے والے آنسوؤں کو صاف کیا۔

"کیا خوب مذاق اڑایا ہے آپ دونوں نے محبت کا" ماحد نے افسوس سے سر جھٹکا اس کے ہونٹوں پہ ایک تلخ مسکراہٹ ابھر کے معدوم ہو گئی۔

اس نے نفرت سے محبت کے ان نام نہاد پجاریوں کو دیکھا جو اپنی اپنی محبتوں کا روگ سینے سے لگائے کسی تیسرے کی محبت کی دھجیاں بکھیر چکے تھے۔

"آپ دونوں تو محبت کے مفہوم سے بھی آشنا نہیں ہیں۔ محبت تو وہ ہے جو فخر نے ارحان سے کی اس کی تمام تر زیادتوں اور نفرت کے باوجود اس کا دیا ہر زخم ہنس کے قبول کیا اور آپ لوگ محبت کی بات کر رہے ہیں جنہوں نے اپنی محبت کے کردار کو اٹھا کر چوک میں لٹکا

دیا۔۔۔۔۔!!

آؤ لوگوں سنگسار کرو میری محبت کو۔۔۔۔۔

میری محبت کو تڑپا تڑپا کے مارنا۔۔۔۔۔

یہ نہ زندوں میں رہے نہ مردوں میں شمار ہو۔۔۔۔۔

"میرے بعد اس انسان سے کوئی محبت نہ کر سکے۔۔۔۔۔"

دونوں دم سادھے صرف ماحد کو سن رہے تھے جو کسی لگی لپٹی کے بغیر دونوں کے سامنے ان کی ذات کی سچائیاں آشکار کر رہا تھا۔

"اس سب میں نقصان صرف فجر کا ہوا ہے۔ حالت دیکھی ہے آپ لوگوں نے اس کی؟ یہ وہی فجر ہے جس کی آنکھوں میں زندگی کے ہزاروں رنگ تھے آج ان آنکھوں میں صرف موت کا سا ناٹا ہے۔ تم بتاؤ میرے اس سب میں فجر کی کیا غلطی تھی کہ ماہیر بھائی اس سے محبت کرتے ہیں یہ غلطی تھی فجر کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟"

ارے نہیں ماہیر بھائی آپ بتائیں فجر ارحان سے محبت کرتی ہے اس سے مخلص ہے یہ غلطی تھی اس کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟

بتائیں نہ خاموش کیوں کھڑے ہیں آپ لوگ۔ خود کو صحیح ثابت کریں اور فخر کو غلط ثابت کریں۔
 ماحد ان دونوں سے کہہ رہا تھا جو مجرموں کی طرح سر جھکائے کھڑے تھے ان کے پاس اب بولنے
 کے لئے کچھ نہیں بچا تھا۔

اس بات سے بے خبران تینوں کے علاوہ کوئی چوتھا شخص کسی مجسمے کی طرح کھڑا سانس لینا تک بھول چکا تھا آج زندگی نے اس کے منہ پہ ایک زوردار طمانچہ رسید کیا تھا۔ اس کے اندر آگ لگ رہی تھی جو آہستہ آہستہ اس کے پورے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے رہی تھی دھواں تھا کہ ہر طرف پھیلتا ہی جا رہا تھا۔ اسے لگا کسی نے اس کے پیروں کے نیچے گرم دھکتے ہوئے کوئلے رکھ دیئے ہوں اسے اپنے پیروں پہ کھڑے ہونا محال لگنے لگا وہ گھٹنوں کے بل زمین پہ بیٹھتا چلا گیا آنکھیں شدت ضبط سے لہورنگ ہو گئیں۔۔۔۔۔ لہو تھا کہ کسی بھی لمحے چھلکنے کو بے تاب تھا۔ چہرے پہ وحشت کھنڈتی جا رہی تھی اسے اپنے دل کی دھڑکنیں کانوں میں بجتی محسوس ہوئیں اس نے سہارے کے لئے کسی چیز کو تھامنا چاہا تو پاس رکھا گلہ ان زمین پہ گر کے چکنا چور ہو گیا گلہ ان گرنے کی آواز پہ تینوں نے پلٹ کے دیکھا تو تینوں اپنی جگہ پہ منجمد ہو گئے۔

www.urdu novels mania.com

.....To be continued

آپ کی قیمتی رائے کا اظہار ضرور کیجیئے گا۔
اس کی آخری قسط رہتی ہے تو پلیز اپنی رائے کا اظہار ضرور کیجیئے گا۔

کیا ہو گا آخری قسط میں؟

کیا معاف کر پائے گی فجر یا چھوڑ دے گی وہ ارحان کو؟

اگلی قسط 8 بجے

کس خطائی کی سزا پائی

ر مشاء مہناز

قسط نمبر 15

آخری قسط

(Don't copy with out any permission)



ارحان گھٹنوں کے بل بیٹھ سکتے کے عالم میں زمین کو گھور رہا تھا وہ اس وقت زلزلوں کی زد میں تھا۔
کیا خوب جنازہ نکالا تھا اس نے اپنی محبت کا، اپنی ہی محبت کا گلا اس نے اپنے ہاتھوں سے گھونٹ دیا
تھا۔ روزانہ وہ اسے ایک نئے سرے سے اذیت دیتا تھا۔ وہ چاہتا تھا وہ اس کے سامنے تڑپ تڑپ
کے مرے اور آج وہ جا رہی تھی اس بات سے بے خبر وہ یہاں کس زور سے منہ کے بل گرا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ اونچا لمبا مضبوط مرد اپنے گھٹنوں میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کے رونے لگا۔ اپنی وہ نفرت کی آگ جس سے وہ فجر کو روز جلاتا آیا تھا آج آتش فشاں بن کے اس کے اندر بھٹ گیا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیوں رو رہا ہے حقیقت سامنے آنے پر یا خود کے ہاتھوں دی گئی فجر کی تکلیفوں پہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔!

وہ سمجھنا بھی نہیں چاہتا تھا وہ بس رونا چاہتا تھا وہ اپنی تکلیف کو اپنے آنسوؤں میں بہانا چاہتا تھا مگر وہ کیوں رو رہا تھا وہ تو ظالم تھا نہ۔۔۔۔۔ ظلم کی انتہا کی تھی اس نے۔۔۔۔۔ تو اب کیوں اسے تکلیف ہو رہی تھی۔

کچھ دیر بعد جب دل کا غبار زرا تھما تو اس نے سرخ سوچی ہوئی آنکھوں سے میرب اور ماہیر کی طرف دیکھا آنکھوں میں نفرت کا ایک جہاں آباد تھا وہ نفرت جو صرف فخر کے لئے مخصوص ہو کر رہ گئی تھی۔

"کیوں کیا تم دونوں نے ایسا۔۔۔۔۔ کیا باگڑا تھا فجر نے تمہارا۔۔۔۔۔ وہ بے گناہ تھی اس کے کردار پہ الزام تم دونوں نے لگایا" ارحان تیزی سے اٹھا اور جنونی انداز میں اس کا کالر پکڑ کر اسے سامنے دیوار کی طرف دھکا دیا ماہیر لڑکھڑا کر پیچھے گرا۔

"بھائی۔۔۔۔!" ماہیر کو گرتا دیکھ کر میرب نے اسے روکنے کی کوشش کی۔

”تمہیں میں جان سے مادوں گا“ ایک زنا ٹے دار تھپڑ میرب کے گال پہ پڑا وہ وہیں کھڑی رہ گئی۔

”ارحان یار کیا کر رہا ہے آرام سے بات کرتے ہیں“ ماحد نے آگے بڑھ کر اسے پکڑنا چاہا مگر اس پہ تو جنون سوار تھا اس نے ماحد کے ہاتھ جھٹکے اور تیزی سے ماہیر پہ جھپٹا اور ماہیر کے بال اپنی مٹھی میں جکڑ کر اس کا سر دیوار پہ دے مارا ماہیر کے سر سے خون کا فوارہ ابل پڑا۔

شور کی آواز سن کر سب کران کے پورشن میں جمع ہو چکے تھے فجر بھی اپنے روم سے نکل آئی تھی اور حیرانی سے یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی ارحان نے ماہیر اور میرب کا ہاتھ پکڑ کر کمرے سے باہر لا کر لاونچ میں دھکا دیا وہ دونوں کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح سر جھکائے کھڑے تھے۔

کیا اسی کو کہتے ہیں مکافات عمل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟

کبھی فجر بھی ان دونوں کی طرح سر جھکائے سب کی چبھتی ہوئی نگاہوں کے حصار میں کھڑی تھی بس فرق اتنا تھا کل مظلوم کٹہرے میں تھا آج ظالم گرفت میں ہے۔

”کیا کر رہے ہو ارحان پاگل ہو گئے ہو کیا“ ارحان کو دوبارہ ماہیر کی طرف بڑھتا دیکھ کر عباس صاحب نے آگے بڑھ کر ارحان کو پکڑا جو شاید اس وقت اپنے حواسوں میں نہیں تھا۔

تائی امی نے آگے بڑھ کر ماہیر کے سر سے بہتا خون اپنے دوپٹے کے پلو سے پونچھا جبکہ میرب خوف سے تھر تھر کانپ رہی تھی۔

"چھوڑیں مجھے پایا میں ان دونوں کی جانے لوں گا آج، زندہ نہیں چھوڑوں گا میں ان دونوں کو" ارحان نے تیز تنفس کے ساتھ کہا اور اپنے پایا اور تایا کی گرفت سے خود کو چھڑالیا اور ایک بار پھر ماہیر اور میرب کی طرف بڑھا اس کے سر پہ خون سوار تھا ماحد اور امر نے آگے بڑھ کر ارحان کو پکڑا وہ اس بار ان کی مضبوط گرفت سے خود کو نہیں چھڑایا۔

"کیا تماشا لگا رہا ہے تم نے ارحان ایک دن نہیں ہوا تمہیں آئے ہوئے لڑائی جھگڑا شروع کر دیا پورے گھر کو سر پہ اٹھا رکھا ہے تم نے" دادو کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور وہ ارحان پہ پھٹ پڑیں۔

"یہ آپ ماہیر اور میرب سے پوچھیں کیا ملا ان دونوں کو میری زندگی میں آگ لگا کے؟ کیوں برباد کیا ان دونوں نے مجھے؟" ارحان نے پوری قوت سے چلا کے کہا غصے کے باعث اس کی دماغ کی نسیں ابھر چکیں تھیں جبکہ فخر کمرے کے دروازے سے ٹیک لگائے حیرانی سے یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی۔

"کیا کیا ہے ان دونوں نے؟" تائی امی نے حیرانی سے پوچھا ان کا دوپٹہ ماہیر کے سر سے بہتے خون سے سرخ جو چکا تھا۔

"ان دونوں نے جھوٹا الزام لگایا ہے میری فخریہ، وہ معصوم ہے، اس نے کوئی گناہ نہیں کیا آج تک وہ اپنے ناکردہ گناہوں کی سزا بھگتی آرہی تھی" بولتے بولتے ارحان کا گلارندھ گیا کونے میں کھڑی فخر نے کرب سے آنکھیں میچ لیں۔

لاونج میں سب پہ سکوت ساٹاری ہو گیا۔

سب کی نگاہیں بیک وقت فخر کی طرف اٹھیں جس کے چہرے پہ اس وقت اطمینان تھا وہ سر جھکائے جانے زمین پہ کیا تلاش کر رہی تھی سب کی نگاہیں خود پہ محسوس کر کے اس نے دھیرے سے سر اٹھا کر دیکھا سب سے نظریں ہوتی ہوئی اس کی نگاہیں ارحان پہ جا ٹکیں جو اس وقت سر جھکائے بیٹھا پچھتاوے کی آگ میں جل رہا تھا فخر نے ایک الوداعی نظر اس پہ ڈالی اور پلٹ کر واپس اندر چلی گئی دروازہ ادھ کھلا تھا باہر سے آوازیں با آسانی اندر آرہی تھیں۔

ماحد کھڑا سب کو ساری حقیقت بتا رہا تھا اور میرب اور ماہیر زمین میں گڑتے جارہے تھے۔ جیسے جیسے الفاظ ماحد کی زبان سے ادا ہو رہے تھے سب حیرت و بے یقینی کی دلدل میں دھستے جارہے تھے وہاں کھڑا کوئی بھی شخص ایک دوسرے سے نظریں ملانے کے قابل نہیں رہا تھا۔

جو اد صاحب اور مہربانو کو تو گویا سانپ سو نگھ گیا تھا۔ کیسی بے اعتباری کی مار ماری تھی انہوں نے اپنی بیٹی کو۔۔۔۔۔۔ کیوں نہیں اعتبار کیا انہوں نے اپنی بیٹی پہ۔۔۔۔۔۔ جب وہ چلا چلا کے

بھرے مجمعے میں کہہ رہی تھی میرا یقین کریں میں نے کچھ نہیں کیا تو وہ کیوں اس کی آہوں اور سکیوں کو اپنے پیروں تلے روندتے ہوئے گزر گئے تھے۔

وہ اپنا دل تھامے وہیں صوفے پہ ڈھے سے گئے امر نے آگے بڑھ کر انہیں سنبھالا مہربانو اپنے دوپٹے کے پلو میں منہ چھپا کے سکنے لگیں۔

اندر نفاست سے سبجے بیڈروم میں فجر بیڈ پہ سر جھکائے بیٹھی تھی اس نے آہستگی سے سر اٹھا کر سامنے کھلی کھڑکی کی طرف دیکھا وہ مغرب کی طرف کھتی تھی جہاں سورج غروب ہونے کا منظر ایک ادا سی کے ساتھ جاری تھا۔ آسمان پہ اڑتے آزاد پرندے اپنے اپنے آشیانوں کی طرف لوٹ رہے تھے۔ کمرے میں ملگجاسا اندھیرا پھیل رہا تھا اور فجر کے ہونٹوں پہ ایک اطمینان بھری مسکراہٹ تھی اسے آج سمجھ میں آیا اس نے اس دن مرنا چاہا تو کیوں نہ مر سکی وہ اس لئے ہی تو زندہ تھی ایک بار ساری سچائی سب کے سامنے آجاتے تو وہ سکون سے مر سکے وہ آہستگی سے اٹھی اور سائنڈ ٹیبل سے کچھ تلاش کرنے لگی کچھ دیر بعد مطلوبہ بوتل اس کے ہاتھ میں تھی۔

اس نے اس شیشی میں موجود ساراز ہریلا محلول ایک سانس میں پی لیا۔ اس کی آنکھوں میں ویرانی ہی ویرانی تھی اس کے اندر موت کا سناٹا اترتا جا رہا تھا۔ کمرے میں اندھیرا بڑھ رہا تھا اور یہ اندھیرا اسے نگل رہا تھا۔

یوں جیسے وہ کبھی تھی ہی نہیں۔

باہر سے سب آوازیں اندر آرہی تھیں سب میرب اور ماہیر لعن طعن کر رہے تھے اور شاید پچی جان نے میرب کو تھپڑ مارا تھا۔ تایا ابو اور تائی امی اس کے ماں باپ سے ماہیر کے کئے کی معافیاں مانگ رہے تھے۔

اور وہ۔۔۔۔۔ اس کی ذات کہاں تھی؟ سب اس کی ذات جو فراموش کئے اپنے اپنے غم میں ڈوبے بیٹھے تھے۔

اس کی آنکھ سے بہنے والا وہ واحد آنسو شاید بہت کڑوا تھا جسے باوجود کوشش کے وہ ہی نہیں سکی وہ ننھا سا آنسو فجر کو بھی اپنے ساتھ بہا لے جا رہا تھا۔

باہر صوفے پہ بیٹھے اپنا سر ہاتھوں میں گرائے ارحان کے زہن میں یکدم جھکا کہ سا ہوا۔
"فجر۔۔۔۔۔!"

اس نے اپنے اطراف نگاہ دوڑائی تو فجر کہیں نہیں تھی کچھ دیر پہلے جو اس کی سوچنے سمجھنے کی تمام صلاحیتیں سلب ہو چکی تھیں اب آہستہ آہستہ بیدار ہو رہی تھیں اسے اپنے اندر کہیں کچھ ٹوٹنے کی آواز آئی۔

وہ متوحش سا اپنی جگہ سے اٹھا اور فجر کی تلاش میں اپنے روم کی جانب بڑھا اس کے قدموں کی لڑکھڑاہٹ واضح دیکھ جاسکتی تھی۔

اس نے اپنے کمرے کا آدھ کھلا دروازہ پورا کھولا تو اس کی بھوری آنکھیں اندھیرے سے ٹکرائیں
اب کمرے میں گھپ اندھیرا چھایا تھا۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر انٹ آن کی تو اسے اپنے پیروں تلے زمین سرکتی محسوس ہوئی۔ جسم سے روح کا جدا ہونا کیا ہوتا ہے اسے صحیح معنوں میں سمجھ آیا وہ بیڈ پہ پڑے فجر کے آڑے تڑپتے وجود کو پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا یکدم ہی وہ ہوش کی دنیا میں لوٹا اور دوڑ کر فجر کے پاس جا پہنچا اس کے نازک سے سراپے کو سیدھا کیا اور اس کا سراٹھا کر اپنی گود میں رکھا۔

"فخر کیا ہوا ہے تمہیں اٹھو" وہ اس کے اوپر جھکا اس کا چہرہ تھپتھپاتے ہوئے مسلسل اسے جگانے کی کوشش کر رہا تھا۔

فجر نے اپنی نیم سا آنکھیں کھول کر اسے دیکھا ان سیاہ آنکھوں میں زندہ رہنے کے تمام چراغ بجھ چکے تھے۔

"ارحان_____!"

وہ اپنے سفید پڑتے لبوں سے دھیرے سے بولی۔ ارحان کا رواں رواں سماعت بن گیا۔

"تم ٹھیک ہو نہ؟" اس کی ایسی حالت دیکھ کر ارحان کا دل مسلسل ڈوبتا جا رہا تھا اس نے گود میں رکھا
فجر کا سراپے سینے سے لگالیا فجر بھی محبت کی پناہ میں آکر کچھ دیر کے لئے سب کچھ بھول گئی اسے یاد
رہا تو بس اتنا کہ اس کا ارحان اس کے پاس تھا اور وہ اس کی بانہوں کے حصار میں تھی۔ ارحان کے
آنسو فجر کا پہرہ بھگو رہے تھے فجر نے سر اٹھا کر غم پلکوں سے اس کی طرف دیکھا سیاہ آنکھیں بھوری
آنکھوں سے ٹکرائیں ان آنکھوں میں زمانے بھر کا کرب تھا فجر نے ہاتھ بڑھا کر ارحان کا چہرہ چھونا
چاہا مگر _____!

اس سے پہلے ہی فجر کے منہ سے جھاگ نکلنے لگا۔

"فخر یہ کیا ہو رہا ہے تمہیں؟ تم ٹھیک ہونا؟" ارحان کا دل کسی انہونی کا پتادے رہا تھا وہ کسی بچے کی طرح بری طریقے سے سہم چکا تھا ارحان کی نظر بیڈ کے کنارے پہ گری زہریلے مادے کی بوتل پہ پڑی تو وہ پلکیں جھپکنا بھول گیا وہ متوحش سا اٹھ کے باہر سب کو بلانے جانے لگا تو فخر نے کانپتے ہاتھوں سے اسکا کالر پکڑ لیا۔

"فجر پاگل ہو گئی ہو تم، اپنی جان لینے کی کوشش کی تم نے؟ ہمیں ہاسپٹل چلنا چاہیے اٹھو" ارحان کو سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیسے ری ایکٹ کرے اس نے فجر کو اٹھانا چاہا مگر فجر نے اپنا سر ایک بار پھر اس کے سینے پر رکھ دیا وہ با آسانی ارحان کے دل کی بے ترتیب دھڑکنوں کو سن سکتی تھی۔

"میری آخری خواہش پوری کرو گے؟" فخر نے دھیمے لہجے میں مسکراتے ہوئے پوچھا آواز اتنی پست تھی ارحان کو ہشکل سنائی دی۔

"فخر کیا بولے جا رہی ہو تم اٹھو یا رہا اسپتال چلو" ارحان کو اپنی سانسیں تھمتی ہوئی محسوس ہوئی تھیں اس نے اسے اٹھانا چاہا مگر وہ اپنی جگہ سے نہیں ہلی اور ویسے ہی آنکھیں موندے بولنے لگی۔

"میں تمہاری بانہوں میں مرنا چاہتی ہوں اگر تم نے مجھ سے کبھی تھوڑی سی بھی محبت کی ہے تو پلیز میری یہ خواہش پوری کر دو" بولتے بولتے فخر کی سانسیں اکھڑنے لگیں۔ ارحان نے مزید اسے خود میں بھیج لیا۔

باہر گہری سیاہ رات اتر آئی تھی اور اندر محبت ان دونوں کے گرد دھمال ڈالتی محور قص تھی۔
 "میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا اگر تمہیں کچھ ہوا تو میں مر جاؤں گا۔"
 کائنات کا سفر تمام ہو رہا تھا۔

"تمہیں کچھ نہیں ہو گا تم زندہ رہو گے" وہ اسے تم سے مخاطب کر رہی تھی جانے فاصلے گھٹ رہے تھے یا بڑھ رہے تھے۔

"میرے بعد تم روز جیو گے روز مرو گے۔ مگر موت بھی اتنی آسانی سے کسی پہ مہربان نہیں ہوتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"مجھے دیکھو۔۔۔" فجر نے اس کا جھکاسراٹھایا۔

"میں تمہیں بتاؤں میں آج تک کیوں زندہ تھی۔۔۔ میں تو جب ہی مرجاتی جب تمہاری بے اعتباری مجھے روز قطرہ قطرہ مارتی تھی مگر میں زندہ رہی صرف اس دن کے لئے جب تمہیں ساری سچائی کا علم ہو۔ جب تمہارا دل گواہی دے میں بے گناہ تھی اور تم میری طرف لوٹ آؤ اور پھر میں تمہیں دھتکار دوں اور تمہیں بھی وہی اذیت ہو جو محبت کر کے میں نے سہی" وہ بول رہی تھی اور وہ بت بناسب سن رہا تھا۔ ان دونوں کے گرد محبت رقص کرتے کرتے اس تھکنے لگی تھی اور ادھر محبت کے دیپ ایک ایک کر کے بجھتے جا رہے تھے فجر کی سانسیں تھم رہی تھیں۔

"مجھے معاف کر دو فجر خدا کے لئے۔۔۔۔۔ مانا میں تمہارا گناہ گار ہوں مگر تم میرے گناہوں کی اتنی بڑی سزا نہیں دے سکتیں تم مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتیں" ارحان اپنے حواسوں میں نہیں تھا وہ چلا رہا تھا فجر کو جھنجھوڑ رہا تھا مگر آج پہلی بار وہ اس کی تکلیف سے بے نیاز ہوئی تھی۔

شاید۔۔۔۔۔ شاید زندگی کی ڈور ٹوٹ گئی تھی۔

اور محبت بھی تھک کے کہیں بے ہوش ہو کہ گر گئی۔

ارحان کے چہیننے کی آواز سن کر سب دوڑتے ہوئے اندر آئے تو اندر کا دلخراش منظر دیکھ کر سب کے پیروں تلے زمین نکل گئی ارحان فجر کو اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لئے ہوئے بے تحاشا رو رہا

تھا اور فخر دنیا و مافیہا سے بے نیاز بیٹھی نیند سو رہی تھی آخری خواہش پوری ہونے کا اطمینان اس کے چہرے سے جھلک رہا تھا۔

کسی نے نہیں سوچا تھا وہ اتنی ظالم ہوگی کسی کو بھی معافی مانگنے کا موقع دیئے بغیر یوں سب سے منہ موڑ جائے گی۔

پانچ سال بعد -----!

ماہیر کی شادی میرب سے ہو گئی مگر ماہیر کبھی اپنے ماضی سے پیچھانہ چھڑا سکا فخر کا تصور ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا ماہیر نے اپنے چچا جان کی لاج تو رکھ لی مگر میرب کو کبھی ایک بیوی کا مقام نہیں دے سکا میرب بھی کبھی حرف شکایت زبان پہ نہ لائی کیونکہ وہ جانتی تھی جو اس نے بویا تھا اسے کاٹنے کا وقت آچکا ہے اب اسے بس اپنے کئے کی سزا بھگتنی تھی ماہیر شادی کے کچھ مہینوں بعد ہی ملک پھوڑ کر جا چکا تھا واپس نہ آنے کے لئے -----!

"کیا ڈھونڈ رہے ہو تم" ارحان نے سر اٹھا کر آواز کی سمت دیکھا یلیو ٹریک سوٹ میں ملبوس بلاشبہ آج بھی اس کی شخصیت دیکھنے والے کو اپنے سحر میں جکڑ لیتی تھی مگر اس کی آنکھوں کے گرد پڑے سیاہ حلقے ساری سچائی بیان کر جاتے تھے۔ صبح کاذب کا ہلکا ہلکا پھیل چکا تھا وہ اسلام آباد کی سڑکوں پہ جا گنگ کرنے کے بعد اسی پارک میں آگیا تھا جہاں آنا اس کا پچھلے پانچ سالوں میں معمول بن چکا تھا۔

لمبے چنے اور سفید بالوں میں ایک ملنگ سی شخصیت اس کے سامنے کھڑی تھی۔
 "زندگی ڈھونڈ رہا ہوں" ارحان نے کسی غیر مرئی نقطے پہ نظریں جمائے کہا اس کی بات سن کر اس ملنگ کے ہونٹوں پہ عجیب سی مسکراہٹ پھیلی۔
 "زندگی بے وفا ہوتی ہے کبھی کسی کو نہیں ملی" آواز میں عجب دکھ تھا۔
 "میری زندگی بے وفا نہیں تھی۔"

"تو یہاں کیوں ہے تو جا اس کے پاس" ملنگ نے طنزیہ ہنستے ہوئے کہا ارحان نے ایک نظر اسے دیکھا۔

"جانا چاہتا ہوں میں اس کے پاس مگر میں نے اپنے ہاتھوں سے اسے کھو دیا" آنسو ٹپ ٹپ کر رہے تھے جیسے کوئی زخم بے دردی سے دوبارہ ادھیڑ دیا ہو۔

"مجھے زندگی ملی تھی مگر میں نے ہی اس کی قدر نہیں کی" ارحان آنسو صاف کرتا ہوا اٹھا اور تیز قدموں سے وہاں سے نکل گیا ابھی اسے اپنے زخم اپنے ہاتھوں سے سینے تھے۔ وہ گھر پہنچ کر اپنے روم میں گیا تو سامنے ہی دیوار کے ساتھ فجر کی ہنستی مسکراتی بڑی سی تصویر لگی تھی وہ بوجھل قدموں سے تصویر کے سامنے جا کھڑا ہوا۔

"صحیح کہا تھا تم نے موت اتنی آسانی سے کسی پہ مہربان نہیں ہوتی" وہ وہیں زمین پہ بیڈ کی پانٹنی سے ٹیک لگا کے بیٹھ گیا اب اسے گھنٹوں فجر کو تکنا تھا اس سے باتیں کرنا تھا اور پچھتاوے کی آگ میں جلنا تھا

